اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۹ر نبوت۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ رپورٹ مظہر ہے کہ حضور انور کو ٹانگ اور کمر کے جوڑ میں عضلہ (Muscle) کے کھچاؤ کی وجہ سے بہت تکلیف ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۱۹ر نبوت۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان بفضلہ تعالیٰ اب بخیریت ہیں۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۹ر نبوت۔ کل اور پرسوں دو روز مقامی ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع ہوا۔ جس میں تلاوتِ قرآن کریم اور دینی عنوانات پر تقریری مقابلے ہوئے۔ محترمہ صدرہ صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ (باقی صلا پر)

۲۹ر شعبان ۱۳۸۸ھ ہجری | ۲۱ر نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی | ۲۱ر نومبر ۱۹۶۸ء

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے

میں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اِس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے

قادیان میں جماعتِ احمدیہ کا ۷۷ واں جلسہ سالانہ بتاریخ ۶-۷-۸ ر صلح ۱۳۴۸ ہش (جنوری ۱۹۶۹ء) منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں اب صرف ڈیڑھ ماہ باقی ہے۔ احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ تعداد سے اِس روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے سلسلہ کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ جلسہ جو عظ[illegible] اپنے اندر رکھتا ہے اُن کے بارے میں مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

بالآخر میں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور اُن کے ہم و غم دُور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور اُن کی مرادات کی راہ اُن پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو——!!

اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطاء فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے — آمین ثم آمین÷"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۱ نبوت ۱۳۴۷ ہش

مبارک باد مومنو! ماہِ صیام آیا

رمضان شریف کا مبارک مہینہ شروع ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک دفعہ پھر ہماری زندگیوں میں یہ مبارک دن آئے۔ یہ مہینہ بھی عجیب برکتیں ساتھ لاتا ہے۔ افقِ آسمان پر رمضان کا چاند دیکھتے ہی دلوں میں ایک نور اور ایمانوں میں خاص قسم کی تازگی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ گھروں میں روزوں کا اہتمام شروع ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم بکثرت پڑھے جانے کی آوازیں اور زبانوں پر ذکرِ الٰہی اور دل میں رجوع الی اللہ کی عجیب کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ رمضان شریف کے آغاز کا خیال آتے ہی آنکھوں سے نیند کے غلبہ اور بدن میں بھوک کی شدت کے غیر معمولی احساس کی جگہ کم خفتن و کم خوردن کی طرف طبائع خود بخود مائل ہو جائیں یہ بھی خدا کے فضلوں میں سے بڑا فضل اور رمضان شریف کی برکتوں میں سے عظیم برکات کا حصہ ہی ہے۔

روزوں کی فرضیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ (البقرہ آیت ۱۸۴)

اس آیتِ کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ روزہ کے نتیجہ میں انسان کو کیا ملتا ہے۔ فرمایا تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ تقوےٰ کیا ہے؟ یہی کہ مومن کو خدا نظر آنے لگ جائے۔ اس کے تمام اعمال میں ایسی کیفیت پیدا ہو جائے کہ اس کا ہر عمل خدا کو حاضر ناظر جان کر پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا ہو۔ اس کے مَن میں خدا اس طرح بس جائے کہ جو کوئی عمل بھی وہ کرنے لگے تو یوں سمجھے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے ایک مزدور یا اجیر جو کام پر لگا ہوا ہے جب دیکھتا ہے کہ مالک ہر آن میرے سامنے ہے تو زیادہ ذمہ داری اور چستی سے کام کرتا ہے۔ غفلت یا کام چوری کی طرف دھیان ہی نہیں جاتا۔ گویا اعمالِ انسانی میں خدا کی وجہ سے اس طرح کی احساسِ ذمہ داری پیدا ہوجانے کا نام دوسرے لفظوں میں تقویٰ اللہ ہے۔ جو روزوں کا خصوصی ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔

اگر روزوں کے بارہ میں شرعی احکام کا کسی قدر تجزیہ کیا جائے تو یہ بات زیادہ واضح شکل میں سب کے سامنے آجاتی ہے۔ مثلاً یہی کہ روزہ کے التزام سے ہر روزہ دار کو بھوک اور پیاس کا ذاتی تجربہ اور احساس ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے روزہ میں انفاق فی سبیل اللہ کا خاص طور پر حکم دے رکھا ہے۔ تاکہ انسان اپنے ذاتی تجربہ سے اس بات کا اندازہ کرلے کہ دنیا میں خدا کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ اس طرح کی بھوک اور پیاس کے سبب تنگی کے ایام گزار رہے ہیں۔ پس چاہیئے کہ ایک طرف تم اپنی خوشحالی پر خدا کا شکر کرو اور اپنے نادار فاقہ کش بنی نوع کی تکلیف کا احساس کرکے اپنے اموال سے ایک حصہ اُن کی امداد میں صرف کرو۔ چنانچہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مروی ہے کہ اگرچہ حضور علیہ السلام پہلے ہی سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ تاہم رمضان شریف کے مبارک ایام میں آپؐ کی سخاوت تیز آندھی سے بھی بڑھ جاتی تھی۔ اس لئے اسوۂ نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے اپنے یہاں کے غریب بھائیوں کی امداد کرنا، ان کی ضروریات کا خود خیال رکھنا ہر آسودہ حال روزہ دار مومن کا فرض ہے۔

تقویٰ اللہ کی جو تشریح اُوپر کی گئی ہے۔ روزوں کے التزام سے اس کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ اس مبارک مہینہ کے ذریعہ ایک خاص قسم کا روحانی ماحول تیار ہو جاتا ہے۔ جو اس امکان کو بہت زیادہ تقویت پہنچاتا ہے۔ یہ جو روایات میں آتا ہے کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی آمد پر جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ تو اس کا بھی مطلب یہی ہے کہ رمضان شریف کے ذریعہ ایسا بابرکت روحانی ماحول تیار ہو جاتا ہے کہ طبائع انسانی خود بخود نیکی کی طرف رغبت کرتی اور توجہ الی اللہ میں لطف آنے لگتا ہے ——!! احباب جماعت کا یہ فرض ہے کہ جہاں کہیں وہ ہوں کوشش کریں کہ اُن کے یہاں ایسا ہی ماحول بنا رہے۔ یہ چیز جہاں اُن کی اپنی ذات کے لئے فائدہ بخش ہے وہاں اُن کے اہل وعیال کی تربیت کے لئے بھی سود مند ہے۔

روزوں میں خصوصی ہدایات کے سلسلہ میں حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَ الْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ"

یعنی روزہ یہ بھی ہے کہ انسان جھوٹ بولنے اور ایسے ہی ناپسندیدہ اعمال بجا لانے سے بھی اجتناب کرے، اگر ایسا نہیں تو پھر روزہ روزہ نہ رہا۔ بلکہ محض بھوک اور پیاس ہے۔ جو خواہ مخواہ اپنے نفس پر وارد کر رہا ہے۔ کیونکہ ایسی بھوک پیاس کی خدا کی نگاہ میں کوئی قدر وقیمت نہیں ہے۔ گویا روزے کے لوازمات میں جہاں ہر قسم کے گندے بول بولنے، لڑائی جھگڑا کرنے، کسی کو دکھ تکلیف دینے سے اجتناب بھی داخل ہے۔ وہاں قرآن کریم کی بکثرت تلاوت۔ ذکرِ الٰہی کا اہتمام۔ روزے کے وقت انقطاع الی اللہ کی کیفیت بنائے رکھنا روزے کے افادی پہلو کو بڑھا دیتا ہے۔ اس کی مثال اس طرح سمجھ لیجئے کہ جس طرح بسا اوقات آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا کوئی خط آپ کے عزیز یا تعلق دار کو جلد پہنچے تو آپ کچھ زائد ٹکٹ لگا کر اس مقصد کو پورا کر لیتے ہیں جسے عُرفِ عام میں مثلاً (EXPRESS DELIVERY) کہا جاتا ہے۔ اور اگر خواہش اس سے بھی جلد پیغام کو پہنچا دینے کی ہو تو لوگ ٹیلیگرام کرتے ہیں بلکہ اگر فون کرنا ممکن ہو تو لوگ ایسے زائد خرچ کو بھی بشرحِ صدر قبول

(آگے صفحہ ۱۱ پر)

اِس تاریکی کے زمانہ کا نُور میں ہی ہوں

ملفوظات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی اور حلم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤں جو سچا خدا اور قدیم اور غیر متغیّر ہے۔ اور کامل تقدّس اور کامل علم اور کامل رحم اور کامل انصاف رکھتا ہے۔ اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے۔ وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں۔ اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں۔ اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں۔ اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں کے رُو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے۔ میرے پر کھولے ہیں۔ اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں۔" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۱)

"خدائے تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پاکر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقوےٰ اور راستبازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کرکے مجھے بھیجا ہے تاکہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے۔ اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملوں سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۱)

معارف القرآن

دُنیا کو تمام عُلوم قرآنِ کریم نے ہی سکھائے ہیں

یہ قرآنِ کریم کا اِحسان ہے کہ اُس نے تمام دنیا کو تاریکی سے نِکالا اور علم کے میدان میں لاکر کھڑا کر دیا

رقم فرمودہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ

سورۃ العلق کی آیت اَلَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تفسیر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"اس سے یہ مراد نہیں کہ خدا تعالیٰ نے قلم سے بندہ کو سکھایا ہے کیونکہ یہ خلافِ واقعہ ہے۔ کب قلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کسی بندے کو الف اور باء سکھلائی ہے۔ جب ایسا کبھی ہوا ہی نہیں تو یہ معنے کس طرح ہو سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قلم سے بندے کو سکھایا۔ اسی طرح اس سے یہ مراد بھی نہیں ہو سکتی کہ بندہ جو کچھ قلم سے سکھاتا ہے وہ سب خدا تعالیٰ کا سکھایا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ بندے دوسروں کو جھوٹ بھی سکھاتے ہیں، دغا اور فریب بھی سکھاتے ہیں، اخلاق اور روحانیت سے گری ہوئی باتیں بھی سکھاتے ہیں، گندے اور ناپاک اشعار بھی سکھاتے ہیں۔ الف لیلہ کے قصے بھی سکھاتے ہیں۔ ہزاروں افراد دنیا میں ایسے پائے جاتے ہیں جو لغویات لکھتے اور لغویات شائع کرتے رہتے ہیں پھر

قلم سے کام لینے والے

وہ لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں جو اللہ تعالےٰ کے منکر ہیں۔ وہ لوگ بھی موجود ہیں جو اخلاق کی کوئی قیمت نہیں سمجھتے۔ وہ لوگ بھی موجود ہیں جو مذہب کے خلاف ہیں۔ غرضیکہ ہر سچی تعلیم کا منکر دنیا میں موجود ہے اس لئے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ سے یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ بندہ جو کچھ قلم سے سکھاتا ہے وہ سب خدا تعالےٰ کا سکھایا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں ہزاروں افتراء ہوتے ہیں

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ میں گو ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مگر مراد مستقبل ہے۔ یہ

عربی زبان کا قاعدہ

ہے کہ کبھی ماضی کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے اور مراد مستقبل ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم میں یہ محاورہ کثرت سے استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح الہامات میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ درحقیقت ماضی کو استقبال کے معنوں میں اس لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ ماضی سب سے زیادہ قطعی اور یقینی ہوتی ہے جب انسان کوئی کام کر رہا ہو تو ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ وہ اس کام کو پوری طرح کر بھی سکے گا یا نہیں۔ مثلاً زید پڑھ رہا ہو تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اسی طرح پڑھتا چلا جائے گا یا مر جائے گا۔ لیکن جب ہم کہیں کہ زید پڑھ چکا ہے تو اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ واقعہ ماضی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے الہامات میں جب قطعی اور یقینی طور پر کسی بات کو بیان کرنا ہو تو وہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ تم اس بات کو اب سمجھو کہ گویا ہو چکی ہے۔ اور اس کا وقوع بالکل قطعی اور یقینی ہے۔ ایسا ہی قطعی اور یقینی، جیسے ماضی ہوتی ہے۔ اسی طرح گو اس جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے مگر اَلَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے علوم کو قطعی اور یقینی اور غیر متبدل طور پر قلم کے ذریعہ سکھائے گا۔ یعنی یہ قرآن لکھا جائے گا۔ لکھ کر قائم کیا جائے گا۔ اور اس کی تائید میں لوگوں کی قلمیں چلا کریں گی۔ اب دیکھو

قرآن کریم کی یہ پیشگوئی

کیسے بیّن طریق پر پوری ہوئی ہے۔ دنیا میں صرف یہی ایک کتاب ہے جو قلم سے محفوظ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی کتاب قلم سے محفوظ نہیں ہوئی۔ موسےٰؑ کی کتاب اس وقت نہیں لکھی گئی جب وہ موسےٰؑ پر نازل ہوئی تھی۔ ابراہیمؑ کے صحف اس وقت نہیں لکھے گئے جب وہ ابراہیمؑ پر نازل ہوئے تھے۔ وید اس وقت نہیں لکھے گئے جب وہ رشیوں پر نازل ہوئے تھے۔ ژند اور اوستا اس وقت نہیں لکھی گئیں جب وہ زرتشت پر نازل ہوئی تھیں۔ انجیل اس وقت نہیں لکھی گئی تھی جب حضرت مسیحؑ پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے تازہ بتازہ الہامات ہوتے تھے۔ غرض دنیا میں کوئی ایک الہامی کتاب بھی ایسی نہیں جو ابتداء میں لکھی گئی ہو صرف قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو شروع سے لکھی گئی ہے۔ اور آج تک انہی الفاظ میں محفوظ ہے جن الفاظ میں یہ کتاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اور یہ بات ایسی پختہ اور یقینی ہے کہ دشمنانِ اسلام تک یہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی کتاب ایسی ہے جس کے متعلق یہ دعوےٰ کیا جا سکتا ہے کہ وہ شروع سے لیکر اب تک ایک حرف اور ایک زبر اور ایک زیر کے تغیر کے بغیر اسی رنگ میں محفوظ ہے جس رنگ میں وہ دنیا کے سامنے پیش ہوئی تو وہ

صرف قرآن کریم ہے

میور، نولڈکے اور سپرنگر جو مشہور یورپین مستشرق ہیں اور جنہوں نے اسلام کی مخالفت میں اپنی تمام عمر بسر کی ہے انہوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قرآن کریم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہ شروع سے لے کر اب تک ہر قسم کے تغیر اور انسانی دستبرد سے محفوظ چلا آ رہا ہے۔

پھر عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ

قرآن کریم کے ذریعہ آئندہ سارے علوم دنیا میں پھیلیں گے

چنانچہ آج جس قدر علوم نظر آتے ہیں سب قرآنِ کریم کے طفیل معرضِ وجود میں آئے ہیں قرآنِ کریم عربوں میں نازل ہوا اور عرب بالکل جاہل تھے اور انہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ تاریخ کس علم کا نام ہے۔ یا صرف اور نحو کونسے علوم ہیں۔ یا فقہ اور اصولِ فقہ کس چیز کا نام ہے۔ مگر جب قرآنِ کریم پر ایمان لانے کی سعادت ان کو حاصل ہو گئی تو قرآن کریم کی وجہ سے انہیں ان تمام علوم کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مثلاً جب انہوں نے قرآن کریم میں پڑھا کہ پہلے زمانوں میں فلاں فلاں انبیاء آئے ہیں اور ان کے ساتھ یہ یہ واقعات پیش آئے تھے، تو قرآنِ کریم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے انہیں گزشتہ واقعات کی چھان بین کرنی پڑی اور اس طرح

علمِ تاریخ کی ایجاد

عمل میں آئی پھر بیشک قرآن کریم عربی زبان میں تھا اور اہلِ عرب کے لئے اس کا سمجھنا یا اس کی صحیح تلاوت کرنا کوئی مشکل امر نہیں تھا مگر جب اسلام نے عرب کی سرزمین سے باہر قدم رکھا تو غیر اقوام کے میل جول کی وجہ سے عربوں میں بھی اعراب کی غلطیاں شروع

منظوم کلام

محاسنِ قرآن کریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہے شکرِ ربِّ عزّ و جل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہوگی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا

ہو گئیں۔ جس پر انہیں اس زبان کے قواعد جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس طرح

علم صرف اور نحو کی ایجاد

ہو گئی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوالاسود اپنے گھر گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیٹی قرآن کریم کی آیت اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کو اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ پڑھ رہی ہے۔ آیت کے معنے تو یہ ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں ہی مشرکوں سے بیزار ہیں۔ مگر رَسُوْلُہٗ کی بجائے رَسُوْلِہٖ پڑھنے سے آیت کے یہ معنے بن جاتے ہیں کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی۔ گویا پیش کی جگہ زیر پڑھنے سے آیت کے کچھ کے کچھ معنے ہو گئے۔ وہ گھبرائے ہوئے حضرت علی رضؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا ہمارے ملک میں اب بہت سے عجمی لوگ آ گئے ہیں اور ہماری بیٹیاں بھی ان سے بیاہی گئی ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہماری زبان خراب ہو گئی ہے۔ میں ابھی اپنے گھر گیا تھا تو میں نے اپنی بیٹی کو اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کی بجائے اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ پڑھتے سنا۔ اگر اسی طرح غلطیاں شروع ہو گئیں تو طوفان برپا ہو جائے گا اس کے انسداد کے لئے ہمیں عربی زبان کے متعلق قواعد مدون کرنے چاہئیں تاکہ لوگ اس قسم کی غلطیوں کے مرتکب نہ ہوں

حضرت علی رضؓ

اس وقت گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؓ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ چنانچہ اسی وقت آپؓ نے بعض قواعد بتلائے اور فرمایا اُنْحُ نَحْوَہٗ وَ نَحْوَہٗ اس بنیاد پر اور بھی قواعد بنا لو۔ چنانچہ اسی بناء پر اس کو علم نحو کہا جاتا ہے

پس

قرآن کریم کی خدمت کیلئے

علم صرف اور نحو ایجاد ہوئے۔ پھر قرآن کریم کے معانی کے لئے لغت لکھی گئی۔ کیونکہ عربوں کو خیال آیا کہ جب عجمی لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو وہ قرآن کریم کے معنے کس طرح سمجھیں گے۔ پس لغت بھی قرآن کریم کی خدمت کے لئے لکھی گئی۔ اس کے بعد قرآن کریم کی تشریح کے لئے علم فقہ اور اصول فقہ کی ایجاد عمل میں آئی۔ اسی طرح علم معانی اور علم بیان محض قرآن کریم کے طفیل ایجاد ہوئے۔ پھر قرآن کریم کے محاورات اور اس کے استعارات کی حقیقت واضح کرنے کے لئے بلاغت کی بنیاد پڑی۔ کیونکہ اس کے بغیر قرآنی محاورات کی حقیقت سمجھ میں نہیں آ سکتی

اس فن کے متعلق لغت کی کتب میں

ایک لطیفہ

بیان ہوا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی شخص نے مجلس میں اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم میں بعض ایسی باتیں آتی ہیں جو عقل کے بالکل خلاف ہیں۔ مثلاً لکھا ہے یُرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ (کہف ع ۱۰) کہ دیوار یہ ارادہ کر رہی تھی کہ گر جائے۔ بھلا دیوار بھی کبھی گرنے کا ارادہ کیا کرتی ہے یہ کیسی جاہلانہ بات ہے جو قرآن کریم نے کہی ہے۔ ایک اور عالم شخص وہاں موجود تھے مگر انہیں اس اعتراض کا جواب نہ آیا۔ وہ حیران تھے کہ میں کیا کہوں کہ تھوڑی دیر کے بعد ہی اس شخص نے اپنے نوکر کو جو کسی اچھے قبیلہ میں سے تھا بلایا اور اسے کہا کہ میرا فلاں دوست بیمار ہے جاؤ اور اس کا حال دریافت کر کے آؤ۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہی آ کر کہنے لگا حضور! میں کیا عرض کروں یُرِیْدُ اَنْ یَّمُوْتَ وہ تو مرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ یہ سنتے ہی اس پر گھڑوں پانی پھر گیا۔ کہ میں جو کچھ اعتراض کر رہا تھا اس کا جواب مجھے اپنے نوکر کے ذریعہ مل گیا اس کا اعتراض یہ تھا کہ دیوار بھی کبھی ارادہ کیا کرتی ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اسے اس رنگ میں دیا کہ اس کے اپنے نوکر نے اسے آ کر کہہ دیا کہ یُرِیْدُ اَنْ یَّمُوْتَ وہ مرنے کا ارادہ کر رہا ہے حالانکہ مرنے کا کوئی شخص ارادہ نہیں کیا کرتا

دراصل یہ ایک استعارہ تھا

اور اس کے معنے یہ تھے کہ وہ مرنے پر تیار ہے۔ اسی طرح یُرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ کے معنی یہ ہیں کہ وہ دیوار گرنے پر تیار تھی۔ نہ یہ کہ دیوار کوئی جاندار چیز ہے جو گرنے کا ارادہ کیا کرتی ہے۔

غرض یہ علوم جو دنیا میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوئے محض قرآن کریم کے طفیل اور اس کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائے ہیں

اگر یہ علوم پیدا نہ ہوتے

تو قرآن کریم کی حقیقت اور اس کی اعلیٰ درجہ کی شان کو لوگ پوری طرح سمجھنے سے قاصر رہتے۔ یہی حال علم اقتصادیات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرآنی اقتصادیات کی توضیح کے لئے دنیا میں قائم کیا۔ غرض صرف کیا اور نحو کیا اور تاریخ کیا اور ادب کیا اور کلام کیا اور فقہ کیا سب علوم قرآن کریم کی خدمت کے لئے نکلے۔ ورنہ عرب تو محض جاہل تھے انہیں ان علوم کی طرف توجہ ہی کس طرح پیدا ہو سکتی تھی۔ ان کو توجہ محض اس وجہ سے ہوئی کہ انہوں نے قرآن کو مانا اور پھر قرآن کریم سے دنیا کو روشناس کرانے کے لئے انہیں ان علوم کی ایجاد یا ان کے پھیلانے کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اب رہی باقی دنیا سو اس نے بھی قرآن کریم سے ہی ان تمام علوم کو سیکھا ہے کیونکہ یہ علوم وہ ہیں جو عربوں نے ایجاد کئے یا زندہ کئے اور پھر عربوں سے باقی دنیا نے لئے۔ یورپ نے ایک عرصہ دراز تک

مسلمانوں کے اس احسان کو چھپانے کی کوشش

کی ہے مگر اب خود یورپ میں ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اپنی کتابوں میں بڑے زور سے لکھتے ہیں کہ یہ کیسی بے شرمی اور بےحیائی ہے کہ علم تو مسلمانوں سے سیکھا جائے مگر اپنی کتابوں میں ان کا ذکر تک نہ کیا جائے اور اس رنگ میں اپنے آپ کو پیش کیا جائے کہ گویا ان علوم کے موجد ہم ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ احسان فراموشی کی بدترین مثال ہے کہ جنہوں نے ہم کو علم سکھایا ہے ہم ان کا ذکر تک نہیں کرتے اور اپنی طرف تمام علوم کو منسوب کرتے چلے جاتے ہیں۔ میرے پاس اس قسم کی کئی کتابیں ہیں اور میں نے دیکھا ہے ان کتابوں کے مصنف اتنی شدت سے بحث کرتے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے اپنی قوم کے اس فعل کے خلاف ان کے قلوب غیظ و غضب سے بھرے پڑے ہیں جب ایک طرف وہ

مسلمانوں کے احسانات

کو دیکھتے ہیں اور دوسری طرف وہ اپنی قوم کی ڈھٹائی کو دیکھتے ہیں کہ ایک ایک چیز مسلمانوں سے حاصل کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کا نام تک نہیں لیتی تو ان کے دلوں میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ سخت نمک حرامی ہے کہ مسلمانوں کی ایک ایک چیز کو اپنا لیا جائے مگر ان کے علم و فضل اور احسان کا اشارۃً بھی ذکر نہ کیا جائے

تھوڑا ہی عرصہ ہوا میں نے ایک کتاب پڑھی جس میں

موسیقی پر بحث

کی گئی تھی۔ موسیقی کا آغاز بھی مسلمانوں سے ہی ہوا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ترتیل کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اسی سے ان کو موسیقی کی طرف توجہ ہوئی جس نے رفتہ رفتہ ایک بہت بڑے علم کی صورت اختیار کر لی۔ یورپ دعوےٰ کرتا ہے کہ موجودہ موسیقی کا علم اس نے ایجاد کیا ہے مگر جس کتاب کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کے مصنف نے بڑے زور سے یہ بات پیش کی ہے کہ یورپ کا یہ ادعا محض دھوکا اور فریب ہے موسیقی کا علم یورپ نے مسلمانوں سے سیکھا ہے۔ اور پھر وہ اس کا ثبوت دیتے ہوئے کہتا ہے کہ برٹش میوزیم میں فلاں نمبر پر فلاں کتاب موجود ہے۔ اس میں فلاں

پادری کے نام کا ایک خط

درج ہے جو کسی عیسائی نے اسے لکھا اور اس خط کا مضمون یہ ہے کہ میں سپین گیا تھا وہاں مسلمانوں کی موسیقی کا کمال دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ مسلمانوں کی موسیقی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور ان کے مقابلہ میں ہماری موسیقی بہت ادنیٰ معلوم ہوتی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں اور یہ امر دین نصرانیت کے خلاف نہ ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ان کی موسیقی کا ترجمہ یورپین لوگوں کے لئے کر دوں تاکہ ہمارے گرجاؤں میں بھی یہ اعلیٰ درجہ کی موسیقی رائج ہو جائے۔ اور عیسائیت زیادہ محبوب ہو جائے وہ کہتا ہے اس خط کا پادری صاحب نے جو جواب دیا وہ بھی آج تک برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ پادری صاحب نے جواب یہ دیا کہ کوئی حرج نہیں آپ سپین کی موسیقی کا بیشک ترجمہ کریں۔ مگر

دیکھنا! مسلمانوں کا نام نہ لینا

اگر تم نے نیچے حوالہ دے دیا اور یہ ذکر کر دیا کہ یہ موسیقی مسلمانوں سے لی گئی ہے تو ان کی عظمت قائم ہو جائے گی۔ اس لئے نقل تو بیشک کرو مگر مسلمانوں کا نام نہ لو تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ تم یہ علم اپنی طرف سے بیان کر رہے ہو

غرض یورپ نے چاہا کہ یہ بات پوشیدہ رہے کہ اس نے مسلمانوں سے تمام علوم حاصل کئے ہیں مگر یہ بات پوشیدہ نہ رہ سکی۔ آج خود عیسائیوں میں ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو بڑے زور سے اپنی قوم کی اس احسان فراموشی کا کتابوں میں اعلان کرتے ہیں۔ اسی طرح فن تعمیر قالین بافی اور عمارتوں پر رنگدار بیل بوٹے بنانے۔ یہ تمام علوم وہ ہیں جو

یورپ نے مسلمانوں سے سیکھے

اس کا ایک ثبوت میں خود ولایت میں دیکھ کر آیا ہوں برائٹن میں ایک پرانا شاہی قلعہ ہے اس کی دیواروں پر بیل بوٹے بنانے کے لئے عیسائیوں کو سارے یورپ میں کوئی آدمی نہ ملا۔ آخر انہوں نے مسلمان ماہرین کو بلایا اور وہ وہاں بیل بوٹوں کی بجائے جگہ جگہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لکھ کر آ گئے۔ یہی ان کا عمارت کو سمجھا تھا اور یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ اس فن کی ایجاد کا سہرا مسلمانوں کے سر پر ہے۔

غرض یورپ کے پاس کوئی ایک چیز بھی نہیں تھی۔ اس نے جو کچھ سیکھا اور اسپین نے جو کچھ سیکھا شام سے سیکھا اور شام والوں نے جو کچھ سیکھا قرآن سے سیکھا پس **دنیا کے تمام علوم قرآن سے ہی ظاہر ہوئے ہیں اور اب قیامت تک جس قدر علمیں چلیں گی قرآنِ کریم کی خدمت اور اس کے بیان کردہ علوم کی ترویج کے لئے ہی چلیں گی**

آج یورپ میں جتنی کتابیں نکل رہی ہیں وہ سب کی سب عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی تصدیق کر رہی اور اللہ تعالےٰ کی اس پیشگوئی کو سچا ثابت کر رہی ہیں کہ قلم کے ذریعہ قرآن کریم کو پھیلایا جائے گا۔ عرب ہر قسم کے علوم سے نابلد تھے۔ لیکن قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد وہ تمام دنیا کے استاد بن گئے اور فلسفہ جس پر یورپ کو آج بہت بڑا ناز ہے اس کے بھی وہ موجد قرار پائے۔ بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ فلسفہ یورپ کی ایجاد ہے لیکن ایک یورپین فلاسفر نے اس کو بالکل غلط قرار دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے فلسفہ ہم نے شروع سے لے کر آخر تک اشعری سے لیا ہے اگر ہمارے فلسفہ میں کسی کو کوئی اچھی بات نظر آتی ہے تو اس تعریف کے مستحق ہم نہیں بلکہ اشعری اس تعریف کا مستحق ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ علوم میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہتی ہے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کوشش کرتی ہے کہ اس کا علمی مقام پہلے سے بلند ہو جائے لیکن اس کے باوجود بیج اپنی ذات میں جو قیمت رکھتا ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ درخت کا پھیلاؤ خواہ کس قدر بڑھ جائے

بیج کی اہمیّت سے انکار نہیں کیا جا سکتا

اسی طرح خواہ کس قدر ترقی کر جائیں سہرا مسلمانوں کے سر ہی رہیگا اور مسلمانوں کا سر قرآن کریم کے آگے جھکا رہے گا۔ کیونکہ یہی وہ کتاب ہے جس نے اعلان کیا کہ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ اب دنیا کو قلم کے ذریعہ علوم سکھانے کا وقت آ گیا ہے

پس حقیقت یہی ہے کہ دنیا کو تمام علوم قرآن کریم نے ہی سکھائے ہیں اگر قرآن نہ آیا ہوتا تو دنیا ایک ظلمت کدہ

شاہجہانپور میں کامیاب احمدیہ صوبائی کانفرنس

پیشوایانِ مذاہب اور احمدیّت کے متعلق علمائے سلسلہ کی پُر مغز تقاریر

تین۳ افراد کا قبولِ احمدیّت

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

جماعتہائے احمدیہ اتر پردیش (یو۔پی) میں احمدیہ صوبائی کانفرنس کا سلسلہ گزشتہ تین سال قبل شروع ہوا تھا۔ پہلے سال یہ کانفرنس کانپور میں ہوئی اور دوسری لکھنؤ میں۔ تیسری کانفرنس کا انعقاد شاہجہانپور میں ہونا طے پایا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے ۴، ۵ نبوت (نومبر) ۱۳۴۷ہجری شمسی تاریخیں مقرر کی گئیں۔

مجلسِ استقبالیہ

اس کانفرنس کے انتظام کے لئے ایک مجلسِ استقبالیہ قائم کی گئی جس کے ممبران شاہجہانپور کی جماعت کے علاوہ بریلی، لکھنؤ، کانپور، راٹھ کی جماعتوں سے منتخب کئے گئے مجلسِ استقبالیہ کے صدر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی تھے۔ اور سیکرٹری مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی

اشتہارات

کانفرنس کے اعلان کے لئے اخبار بدر میں وقتاً فوقتاً احباب جماعت کو توجہ دلائی جاتی رہی اور مقامی طور پر بڑے سائز کے متعدد پوسٹر چھپوا کر دیواروں پر چسپاں کئے گئے۔ ان میں سے ایک پوسٹر ہندی میں تھا اور دو قسم کے پوسٹر اردو میں تھے۔ اسی طرح نو ہزار کی تعداد میں چھوٹے ہینڈ بل چھپوا کر تقسیم کئے گئے۔ علاوہ ازیں ایک بڑے سائز کا ٹریکٹ بعنوان "ختمِ نبوت اور بزرگانِ امت" کثیر تعداد میں شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ جو نہایت ہی مقبول اور مسکت ثابت ہوا۔

شاہجہانپور میں احمدیّت

اللہ تعالےٰ کے فضل سے شاہجہانپور میں احمدیّت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی قائم ہوئی چنانچہ حضرت مولوی انوار حسین خاں صاحب اور ملا غلام امام صاحب عزیز الواعظین (شاہ آباد۔ ضلع ہردوئی) ہر دو حضرات حضور علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ اسی طرح حافظ سید علی میاں صاحب بڑے متبحر عالم تھے اور پیروں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہی کے صاحبزادے حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری ہیں۔ آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور ایک عالم متبحر ہیں اور آجکل ربوہ میں مقیم ہیں۔ آپ نے شاہجہانپور میں تبلیغِ احمدیت نہایت محنت، اخلاص اور تندہی سے سرانجام دی ہے۔ اور اب تک آپ کے تبحّر علمی اور تقویٰ و طہارت اور جوشِ تبلیغ کا یہاں چرچا ہے۔

اسی طرح مکرّم حاجی ملّا امام بخش صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ انہی کے لڑکے محترم حافظ سخاوت علی صاحب حال مقیم قادیان ہیں۔

حضرت حافظ مختار احمد صاحب کے ذریعہ ہی یہاں کا ایک مخلص خاندان احمدیت میں داخل ہوا یعنی حاجی عبد القدیر صاحب کا خاندان۔ گو حاجی صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیعت سے قبل آتے جاتے رہے لیکن انہوں نے بیعت خلافتِ اولیٰ کے عہد میں کی ہے جس کی وجہ سے ان کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا۔ حاجی صاحب موصوف کے تین صاحبزادے تھے۔ سب سے بڑے مکرم حاجی عبد القدوس صاحب تھے اور ان کے بعد مکرم حافظ محمد جمیل صاحب قریشی اور مکرم محمد عقیل صاحب قریشی۔ حاجی عبد القدوس صاحب وفات پا چکے ہیں۔ ان کے دو لڑکے مکرم قریشی محمد صادق صاحب اور مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب ہیں۔ یہ خاندان نہایت مخلص اور جوشِ تبلیغ رکھنے والا ہے۔ موجودہ صوبائی کانفرنس کے سلسلہ میں بھی اس خاندان کی خدمات نمایاں تھیں۔ چنانچہ باہر سے آنے والے جملہ مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام انہی کے گھر میں تھا ان دنوں شاہجہانپور کی احمدیہ جماعت کے پریذیڈنٹ مکرم قریشی محمد عقیل صاحب ہیں۔

مہمانوں کی آمد

مورخہ ۳ نبوت ۱۳۴۷ ہجری شمسی سے شاہجہانپور میں صوبائی کانفرنس کے لئے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اسی دن صبح ساڑھے نو بجے محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ مع بیگم صاحبہ محترمہ اور عزیز کلیم احمد سلمہ اللہ تعالےٰ شاہجہانپور پہنچے۔ آپ کے ساتھ قادیان کے دیگر درویش بھائی بھی تھے اسٹیشن پر محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا۔ اور اسی وقت سٹیشن پر ہی چند گروپ فوٹو بھی لئے گئے۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کے علاوہ کانفرنس میں شرکت کے لئے مندرجہ ذیل مقامات سے احباب جوق در جوق تشریف لائے۔

قادیان۔ امروہہ۔ کانپور۔ سوودہا (ضلع ہمیرپور) لکھنؤ۔ فیض آباد۔ بریلی۔ فتح پور صالح نگر (ضلع آگرہ) کوریخ (ضلع جالون) راٹھ (ضلع ہمیرپور) سسکرا (ضلع ہمیرپور) مظفر نگر (ضلع ہمیرپور) انچولی (ضلع میرٹھ) پرقاضی (ضلع مظفر نگر) شاہ آباد (ضلع ہردوئی) پیلی بھیت۔ اٹاوہ (ضلع شاہجہانپور) کھہریا (ضلع ہمیرپور) بیداپور (ضلع شاہجہانپور) کٹیا (شاہجہانپور) دہلی۔ بھوگاؤں (ضلع مین پوری)

جلسہ کا مزید اعلان

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے جلسہ کے اعلان کے لئے بڑے بڑے پوسٹر اور چھوٹے ہینڈ بل بھی شائع کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ مقامی طور پر شہر میں بذریعہ لاؤڈ سپیکر کانفرنس کی منادی دونوں دنوں میں باقاعدگی سے کی جاتی رہی۔ اس خدمت کو مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا

پہلا دن

تیاری جلسہ گاہ

اس صوبائی کانفرنس کے لئے مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی کی کاوش کے نتیجہ میں اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول کا وسیع و عریض ہال، میدان اور فرنیچر وغیرہ مہیا ہو گیا۔ یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ چاروں کے لئے پورا

جہالت اور بربریّت کا نظارہ پیش کر رہی ہوتی یہ قرآن کا احسان ہے کہ اس نے دنیا کو تاریکی سے نکالا اور علم کے میدان میں لا کر کھڑا کر دیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۶ جزء ۴ حصہ دوم صفحہ ۲۷۰ تا صفحہ ۲۷۴)

ہائر سیکنڈری سکول ہر لحاظ سے ہمارے تعاون میں رہا اس کے لئے ہم اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول و جی ایف کالج وقف کے صدر محترم مولانا حاجی خان بہادر فضل الرحمٰن خان صاحب اور اسی طرح سکول کے پرنسپل مکرم ماسٹر محمد سعید صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

مورخہ ۱۴ر نبوت کی صبح سے ہی شاہجہانپور اور کانپور کے خدام نے اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول کے وسیع و عریض میدان میں شامیانے ایستادہ کر کے پنڈال کو سجانے کا کام شروع کر دیا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کانفرنس میں خاص طور پر تعاون کرنے کے لئے کانپور کے دس بارہ خدام اپنے قائد مکرم محمد عتیق صاحب کی قیادت میں آئے تھے۔ جنہوں نے نہایت ہی تندہی اور جانفشانی سے اپنے فرائض سرانجام دئے۔ شاہجہانپور کے خدام میں سے خاص طور پر محمد شاہد صاحب قریشی، محمد شاہد وسیم قریشی، محمد ساجد قریشی اور مسعود احمد صاحب قریشی، محمد آدم صاحب، نظام الدین عباسی صاحب نے بڑی دلچسپی اور محنت سے اس موقع پر کام کیا۔ علاوہ ازیں عام انتظامات اور نگرانی کے امور سرانجام دینے میں مکرم سید محمد عقیل صاحب قریشی، ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی، محمد صادق صاحب قریشی، محمد فاروق صاحب قریشی، ناصر احمد صاحب نرسنگی آف بریلی نے بھی نہایت محنت اور اخلاص سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین

خدام کی محنت کے نتیجہ میں شام کے وقت جلسہ گاہ اور پنڈال متعدد ٹیوب لائٹس اور مختلف قسم کے رنگین چھوٹے بڑے متعدد برقی قمقموں سے دلہن کی طرح سجا ہوا نظر آتا تھا۔ حاضرین کی نشست کے لئے پوری جلسہ گاہ میں کرسیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔

بک سٹال

جلسہ گاہ کے گیٹ کے پاس ہی مکرم عبد العظیم صاحب درویش کی نگرانی میں بک سٹال قائم کیا گیا تھا جہاں نظارت دعوۃ و تبلیغ نے دو ہندی لٹریچر مہیا کیا تھا۔ اس میں سے کچھ لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا اور کچھ قیمتاً دیا گیا۔ اور حاضرین نے دلچسپی سے اس بک سٹال سے فائدہ اٹھایا

جلسہ پیشوایانِ مذاہب

۱۴ر نبوت کی شام سات بجے اس کانفرنس کا پہلا اجلاس ہائر سیکنڈری سکول کے وسیع و عریض میدان اور پُر رونق ماحول میں شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت کے لئے ہمکش آشرم شاہجہانپور کے پریذیڈنٹ سوامی سدانند سرسوتی سے درخواست کی گئی تھی لیکن وہ رشی کیش ایک ضروری کام سے چلے گئے تھے۔ اس لئے اس اجلاس کی صدارت کے فرائض محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ادا فرمائے

جلسہ کی کارروائی قرآن مجید کی تلاوت سے شروع ہوئی جو مکرم قریشی محمد عقیل صاحب نے کی۔ پھر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار خوش الحانی سے پڑھے

پیغام امام جماعت احمدیہ

نظم کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے پڑھ کر سنایا جس میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی دو اغراض بیان فرمائیں۔ اوّل دنیا میں توحید کا قیام۔ اس طرح کہ اس کے بندے اس کی حقیقی معرفت حاصل کر کے اس کے حضور جھک جائیں دوم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم ہو۔ اور مخلوق کے دلوں میں آپؐ کی محبت جاگزیں ہو جائے۔ نیز حضور نے فرمایا کہ ہمیں آج کے اس دہریت و الحاد کے زمانہ میں ان اغراض کے قیام کے لئے بہت دعاؤں سے کام لینا چاہیئے۔

مقالہ افتتاحیہ

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام سنائے جانے کے بعد صدر جلسہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنا مقالہ افتتاحیہ حاضرین کو سنایا جس میں اس امر کو واضح کیا گیا کہ جلسہ پیشوایانِ مذاہب جماعت احمدیہ کی طرف سے کئی سالوں سے منعقد کیا جاتا ہے تاکہ قومی اور مذہبی منافرت دور ہو کر حقیقی یکجہتی کی فضا قائم ہو جائے۔ موجودہ بدامنی کے ماحول میں اس قسم کی کوششوں کی ازحد ضرورت ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی تقریر "پیغام صلح" میں اسی بات پر زور دیا ہے اور موجودہ زمانہ میں سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ انسان کا تعلق خدا تعالےٰ سے قائم ہو جائے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کے اس مقالہ افتتاحیہ کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے جلسہ کا پروگرام پڑھ کر سنایا۔ پھر اس جلسہ کی پہلی تقریر شروع ہوئی۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ کلکتہ نے اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ سائنسی دور الحاد و دہریت کا دور ہے جو ہمیں رفتہ رفتہ تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو امن کا پیغام دیا۔ اس سلسلہ میں فاضل مقرر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جہالت و برائی کے دور دورہ اور پھر آپ کے ذریعہ پیدا شدہ انقلاب کا تفصیلاً ذکر کیا اور آپؐ کے سبق مساوات اور رحمۃ للعالمین اور عالمگیر شریعت کے حامل اور اس کے عملی نمونہ ہونے کا نہایت دلنشین انداز میں ذکر کیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دیگر اخلاق فاضلہ خصوصاً فتح مکہ کے بعد آپؐ کا عفو و درگذر وضاحت سے بیان کیا۔

سیرت مسیح ناصری علیہ السلام

دوسری تقریر جناب ڈاکٹر ایم ڈی پٹیال صاحب انچارج میتھوڈسٹ چرچ بریلی کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے افراد میں ایک حقیقی روحانی طرز پایا جاتا ہے۔ آپ نے برادرانہ الفت کی فضا کو قائم کیا ہے۔ اسلام دنیا میں دوسرے نمبر کا (بلحاظ تعداد) مذہب ہے اس نے دنیا میں بہت بڑا کام کیا ہے خصوصاً خدا کی ہستی کو ایک بہت بلند مقام دیا ہے آجکل کا زمانہ ہم سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ ہم ہر مذہب پر غور کریں۔ اور یہ دیکھیں کہ دوسرے مذہب میں کیا کیا خوبیاں ہیں۔ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ احمدیہ موومنٹ نے دنیا میں خصوصاً مسلمانوں میں یہ رجحان پیدا کر دیا ہے

اس کے بعد پادری صاحب موصوف نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش اور ان سے متعلق تورات کی پیشگوئیوں اور آپ کی بعثت کی اغراض واضح کیں کہ انسان اور خدا کا تعلق جوڑنے آئے تھے۔

سوامی جی کا سندیش

جیسا کہ ابتداءً ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس جلسہ کی صدارت کے لئے سوامی سدانند صاحب سرسوتی پریذیڈنٹ ممکش آشرم شاہجہانپور سے درخواست کی گئی تھی اور انہوں نے اسے قبول بھی کر لیا تھا لیکن رشی کیش جانے کی وجہ سے وہ نہ آسکے۔ اس پر انہوں نے اپنا ایک پیغام ہندی میں اپنے نمائندہ کے ہاتھ ارسال کیا۔ اس کو محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔ اس میں ذکر تھا کہ زندگی گزارنے کے اعتبار سے انسان اور حیوان سب برابر ہیں صرف مذہب ہی وہ حقیقت ہے جو کسی جاندار کو حیوان سے انسان بنا دیتا ہے اور حقیقتاً انسانیت ہی انسان کا اصلی دھرم ہے۔ نیز سوامی جی نے آخر میں اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

ہندو مذہب کے اصول

اس سندیش کے سنائے جانے کے بعد جناب اچاریہ پنڈت رام آسرے ترپاٹھی ایم اے نے ہندو مذہب کے اصول پر اظہار خیال کیا سب سے پہلے انہوں نے بیان کیا کہ جماعت احمدیہ کی مساعی قابل تعریف ہیں کہ وہ دھرم سمیلن کے ایسے مواقع پیدا کرتی ہے۔ اچاریہ جی نے کہا کہ حقیقی سکھ ہمیں دھرم ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ہندو مذہب کے مختلف رشیوں اور بزرگوں اور ان کی مساعی کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر ہم سب مادرِ وطن سے محبت رکھتے ہیں تو ہمیں اس قسم کے جلسوں کو وسیع کرنا چاہیئے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مکرر کہا کہ آئندہ بھی اس قسم کا جلسہ ہونا چاہیئے۔

اس تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے حضرت کرشن جی مہاراج کی توصیف میں ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی جس کا پہلا مصرع ہے ؎

گوکل والے شام کنہیا

جماعت احمدیہ اور قومی یکجہتی

اس نظم کے بعد محترم الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے مذکورہ عنوان پر تقریر کرتے ہوئے دورِ ماضی میں ہندو مسلم اتحاد و محبت کا ذکر کیا اور پھر بتلایا کہ ایک طرف انگریزوں نے تاریخ بگاڑ کر پیش کی اور دوسری طرف ہندوستان کی سیاست میں انگریزوں کی آمد سے تبدیلی پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے اس محبت و الفت میں فرق آ گیا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے اس کمی کو محسوس کیا اور ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا فاضل مقرر نے گیتا۔ رگ وید گرنتھ اور قرآن مجید سے توحید باری تعالےٰ وغیرہ تعلیمات کا موازنہ کر کے بتلایا کہ اصولی لحاظ سے ہر مذہب متحد ہے آجکل باہم ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی ورنہ ہم سب ایک دوسرے کے قریب آجائیں

سیرت حضرت گورو نانک جی

اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے جناب سردار پریتم سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی گوردوارہ سنگھ سبھا شاہجہانپور نے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مختلف واقعات پیش کر کے بتلایا کہ انہوں نے نیک بننے اور بھائی چارہ اختیار کرنے کا پیغام دیا اور تاریکی کے دور میں نور پیدا کرنے کی کوشش کی۔

سیرت مسیح موعودؑ

اس موضوع پر اس جلسہ کی آخری تقریر خاکسار محمد کریم الدین شاہد کی ہوئی۔ خاکسار نے موجودہ زمانہ میں قرآنی تعلیمات کے لئے ایک عملی نمونہ کی ضرورت کو واضح کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت الٰہی، توکل علی اللہ کو چند واقعات کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ حضور نے موجودہ زمانہ میں زندہ خدا کو اسلام اور محمد رسول اللہ کی اتباع میں پیش کیا۔ اسی طرح حضور کے اسلام کے لئے درد و تڑپ اور حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کا تفصیلاً ذکر کیا۔ علاوہ ازیں آپ کا اپنے مخالفین سے سلوک اور پیشوایانِ مذاہب کا احترام قائم

کرنے کی مساعی کا ذکر کیا

اس تقریر کے بعد اگلے دن کے اجلاسوں کا ذکر کرنے کے بعد جلسہ رات کے ساڑھے دس بجے برخاست کیا گیا۔ جلسہ کی حاضری تسلی بخش رہی یعنی ڈیڑھ ہزار کے مجمع نے نہایت دلچسپی اور کامل سکون کے ساتھ جملہ تقاریر کو سنا۔

دوسرا دن ۵ر نبوت/نومبر

مستورات کا اجلاس

مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۶۸ء کو صبح دس بجے سے ایک بجے دوپہر تک اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول کے وسیع ہال میں مستورات کا اجلاس زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں مستورات کی تقاریر کے علاوہ دو علماء کرام کی تقاریر بھی برعایت پردہ کروائی گئیں۔ اجلاس کے ابتداء میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے تقریر کی اور جلسہ کے آخر پر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے۔ اس اجلاس کی مفصل رپورٹ لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور کی طرف سے علیحدہ مرتب کر کے شائع کروائی جائے گی۔ یوں اس اجلاس میں مستورات کی حاضری تقریباً پانچ سو تھی۔

گوردوارہ سنگھ سبھا میں تقاریر

اسی دن یعنی ۵ر نومبر کو تقریباً ساڑھے دس بجے صبح جناب سردار پریتم سنگھ صاحب ہیڈ گرنتھی گوردوارہ [illegible] کی خواہش پر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی معیت میں متعدد احمدی احباب گوردوارہ گئے چونکہ گورو نانک صاحبؒ کا جنم دن تھا اس لئے گوردوارہ میں سکھ عقیدتمندوں کا ہجوم تھا۔ محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے آدھ گھنٹہ وہاں حضرت گورو نانک جی کی سیرت اور ان کی قرآن و مسلمانوں سے محبت کا تفصیلاً پنجابی زبان میں ذکر کیا۔ اس کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے [illegible] بابا نانکؒ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم پڑھ کر سنائی۔ [illegible] میں محترم مولانا [illegible] صاحب بھی [illegible] کے اجلاس میں تقریر کر چکنے کے [illegible] گوردوارہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی پنجابی [illegible] ان ہی میں مختصر مگر جامع و مؤثر انداز میں حضرت بابا نانک صاحبؒ کی سیرت و سوانح کو بیان [illegible]۔ تقریباً پونے بارہ بجے وہاں سے سب احباب واپس لوٹ آئے۔ اس [illegible] پر پنجابی زبان میں سکھ مذہب کے [illegible] بھی گوردوارہ میں چیدہ چیدہ [illegible] تقسیم کیا گیا۔ سکھ بھائیوں نے بڑی [illegible] عقیدت سے علمائے کرام کی تقاریر کو سنا اور بہت متاثر اور خوش ہوئے

ایک تربیتی اجلاس

اسی دن بعد دوپہر ساڑھے تین بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں "احمدی اینڈ کو" کے رہائشی مکان میں ہی ایک تربیتی اجلاس ہوا جس میں جماعتہائے احمدیہ یوپی سے آنے والے جملہ احمدی حضرات نے اپنا اپنا تعارف کرایا اس کے بعد آئندہ صوبائی کانفرنس کے بارہ میں یہ طے پایا کہ دالکوٹہ (ضلع سہارنپور) میں منعقد کی جائیگی

بیعتیں

اسی تربیتی اجلاس کے دوران ہی تین احباب نے بیعت فارم پُر کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ اور بہتوں کی ہدایت کا وہ موجب بنیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین

گروپ فوٹو

تربیتی اجلاس کے معاً بعد اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول کے احاطہ میں کانفرنس میں شمولیت کرنے والے تمام احباب کا ایک گروپ فوٹو بطور یادگار لیا گیا۔

کانفرنس کا دوسرا اجلاس

حسب اعلان ۵ر نومبر کی شام کو ۷ بجے احمدیہ صوبائی کانفرنس کا دوسرا اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں اسلامیہ ہائر سیکنڈری سکول کے وسیع احاطہ میں منعقد ہوا مکرم مولوی محمد اکبر صاحب کانپوری نے تلاوت قرآن مجید کی۔ اور عزیز محبوب احمد امروہی نے خوش الحانی سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔ عزیز بہت ہی کم عمر ہے لیکن آواز اور پڑھنے کا انداز بہت اچھا تھا۔ حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو خادم دین بنائے۔ آمین

نظم کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام پڑھ کر سنایا جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس جلسہ کی پہلی تقریر محترم مولانا عبد الحق صاحب فضل مبلغ بہار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے موضوع پر کی۔ فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی فارسی اور اردو منظوم کلام مدح نبوی سے متعلق پڑھ کر سنایا اور اس کی وضاحت کی اور استثناء کی پیشگوئیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کر کے آپ کے بچپن کی زندگی کے ابتدائی حالات تفصیلاً بیان کئے اور اس پر روشنی ڈالی کہ آنحضرتؐ تمام بنی نوع انسان کے لئے رحمت ہیں۔ اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کے مختلف پہلوؤں خصوصاً غیروں سے آپ کے سلوک اور اس کے اثر کو بیان کر کے ٹالسٹائی اور برنارڈ شا وغیرہ غیر مسلموں کی آراء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں پڑھ کر سنائیں

موجودہ زمانہ کے متعلق قرآن مجید اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں

اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے یاجوج و ماجوج اور دجال کے متعلق قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی پیشگوئیاں تفصیلاً بیان کیں اور بتلایا کہ بائیبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا دور آنحضرتؐ سے ہزار برس کے بعد شروع ہوگا۔ اور یہ کہ یاجوج و ماجوج دراصل روس اور امریکہ کی اقوام ہیں۔ یہ دور انقلاب روس سے شروع ہوا۔ اسی ضمن میں فاضل مقرر نے فرعون کی لاش کو محفوظ رکھے جانے کے متعلق قرآنی پیشگوئی بیان کی اور بتلایا کہ یہ جنگ عظیم کے بعد پوری ہوئی۔ جبکہ فرعون کی لاش دستیاب ہو کر اس کا انکشاف ہوا۔ موجودہ زمانہ کے راکٹ وغیرہ کے متعلق تفصیلی طور پر احادیث نبویہ سے روشنی ڈالی نیز فلسطین میں اسرائیلی فتنہ کے متعلق پیشگوئی کی وضاحت کی۔ اور آخر میں فاضل مقرر نے بتلایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں تیسری جنگ عظیم کی پیشگوئی بھی پائی جاتی ہے۔ اور یورپین اقوام کو حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے حالیہ سفر یورپ میں اس سے ہوشیار کیا ہے۔ اس میں دراصل یاجوج و ماجوج کی تباہی کا اشارہ ہے

اس تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک نظم پڑھی جس کا پہلا شعر یہ تھا

> زمانے کی ہدایت کو زمانے کا امام آیا
> محمدؐ کی غلامی میں محمدؐ کا غلام آیا

ختم نبوت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا نظریہ

اس موضوع پر محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے تقریر کرتے ہوئے سب سے پہلے بتایا کہ ہر شخص کا وہی عقیدہ سمجھا جاتا ہے جس کا وہ اظہار کرتا ہے۔ ہم مسلمان ہیں ہمارا مذہب اسلام ہے ہماری کتاب قرآن مجید ہے اور ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتے ہیں۔ پھر کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہماری طرف کوئی اور عقیدہ منسوب کرے اس کی وضاحت احادیث نبویہ کی روشنی میں تفصیلاً کرنے کے بعد ختم نبوت کے بارے میں فاضل مقرر نے نہایت دلچسپ اور دلنشین انداز میں جماعت احمدیہ کے نظریہ کو واضح کیا۔ اور بتلایا کہ اگر غور کیا جائے تو ہم میں اور عام مسلمانوں میں اس مسئلہ میں بہت معمولی فرق ہے۔ عام مسلمان ختم نبوت کے عقیدہ کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی آمد کے بھی قائل ہیں۔ اور ہم بھی امکانِ نبوت کے قائل ہیں۔ فرق صرف شخصیت کی تعیین میں ہے۔ وہ پرانے کے منتظر ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ وہ امت محمدیہ ہی میں سے آنحضرت صلعم کا ایک غلام ہوگا۔ اس سلسلہ میں مولانا موصوف نے احادیث نبویہ اور بزرگانِ امت کے اقوال کو بطور سند کے پیش کیا۔

صداقتِ مسیح موعود

اس جلسہ کی آخری تقریر "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت" کے موضوع پر خاکسار حکیم کریم الدین شاہد کی ہوئی۔ خاکسار نے موجودہ پر فتن زمانہ اور مذہب سے بیگانگی کو بیان کر کے اس سے متعلق غیر مسلم اور مسلم علماء کے حوالے پیش کئے کہ اس زمانہ کی بگڑی ہوئی حالت کو سدھارنے کے لئے ایک مامور من اللہ کی ضرورت ہے اور ثابت کیا کہ وہ مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہیں۔ اسی طرح خاکسار نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسیح موعودؑ کے کام کو پیش کر کے بتلایا کہ چونکہ حضورؑ نے یہ کام کر دکھائے ہیں اس لئے آپ ہی مسیح موعودؑ ہیں۔ اور آخر میں بتلایا کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبردست ثبوتِ احیاء تھی۔ آپؑ کے ذریعہ ایک فعال جماعت کا قیام ہوا جو اسلام کو [illegible] اکناف عالم میں پھیلانے کے لئے کوشاں ہے۔ اس سلسلہ میں غیر از جماعت علماء کے ایسے حوالجات پڑھ کر سنائے جن میں انہوں نے جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو سراہا ہے

اس تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی جس کا پہلا شعر یہ تھا

> مبارک ہو مبارک مہدی آخر زماں آیا
> خدا کی رحمتوں کا لے کے اک زندہ نشاں آیا

شکریہ

بعد ازاں محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے جلسہ میں شمولیت کرنے والے جملہ حضرات، جماعتوں، منتظمین اور سرکاری حکام کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کیلئے حتی المقدور کوشش کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

صدارتی تقریر

آخر میں صدر جلسہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں ان خیالات کا اظہار فرمایا کہ جب بھی خدا تعالیٰ اپنا کوئی بندہ مامور بنا کر بھیجتا ہے تو تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اس کے دامن کو پکڑ لینے والے [illegible] امان میں آجاتے ہیں اور نہ ماننے والے [illegible] میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی حضرت نے اپنا ایک مامور بھیجا ہے اور اسی کے پیغام کو اس کانفرنس میں مختلف پہلوؤں سے بیان

کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو عافیت کا حصار قرار دیا ہے اگر دنیا امن و سلامتی چاہتی ہے تو آپؑ کے دامن سے وابستہ ہو جائے۔ اس موقع پر میں ایک طرف اپنے احمدی بھائیوں سے یہ کہتا ہوں کہ خدا نے آپ کو موقع دیا ہے اس لئے آپ خدا کے اس پیغام کو دوسری مخلوق تک بھی پہنچائیے اور دوسری طرف اپنے عام مسلمان بھائیوں سے بھی کہوں گا کہ وہ اس پیغام کو معمولی نہ سمجھیں ورنہ بڑے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سنجیدگی سے اس پر غور کیجئے اور خالی الذہن ہو کر خود خالق ارض و سما سے روشنی و ہدایت طلب کیجئے تو خدا تعالیٰ خود آپ کی رہنمائی کرے گا۔ یہ ایک مجرب اور محفوظ نسخہ ہے

صدارتی خطاب کے بعد صاحبزادہ صاحب موصوف نے دعا کرائی اور رات کے گیارہ بجے اس اجلاس کی کارروائی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

غیر احمدیوں کی کاوش

جماعت احمدیہ کے اشتہارات اور اعلانات جلسہ کے نتیجہ میں غیر احمدیوں میں بھی ہلچل پیدا ہو گئی اور انہوں نے پہلے ہی سے محلہ انٹہ۔ لودھی پور اور جھنڈے والا وغیرہ چار پانچ جگہوں پر جلسے کئے۔ جہاں ان کے علماء اور خصوصاً مولوی ابوالقاسم صاحب خطیب جامع مسجد نے احمدیوں کے خلاف تقاریر کیں اور اپنی تقاریر میں انہی فرسودہ اعتراضات کو دہرایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخالفین آج سے کچھتر سال پہلے کرتے چلے آئے ہیں۔ اور جن کا بارہا تسلی بخش اور مسکت جواب دیا جا چکا ہے

جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک بڑے سائز کا ٹریکٹ بعنوان "ختم نبوت اور بزرگان امت" طبع کروا کر تقسیم کیا گیا تھا جس میں اکابر امت کے تیرہ ایسے حوالے موجود تھے جس میں انہوں نے غیر تشریعی نبوت کے امکان کو امت محمدیہ میں تسلیم کیا ہے۔ اس کے جواب میں غیر احمدیوں نے کچھ ہینڈ بل اور اشتہارات شائع کئے، جن کا نفس مضمون یہی تھا کہ "ان اکابر امت کے حوالوں کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو وہ شریعت محمدیہ کی پیروی کریں گے اور امتی ہوں گے"

گویا جس چیز کی وہ تردید کرنا چاہتے ہیں اسی چیز کو انہوں نے بطور اقرار شائع کر دیا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ کے ساتھ امتی نبی کے آنے کے بارے میں احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق ہے تو صرف شخصیت کی تعیین کا ہے۔

غیر احمدی حضرات نے اپنے سابق کردار کے مطابق ہی جماعت احمدیہ کی اس نمایاں کانفرنس کو ناکام بنانے کے لئے پوری جدوجہد کی۔ لیکن پھر بھی ان کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ برملا طور پر لوگوں کو ہمارے اس جلسہ میں شمولیت کرنے سے روک دیں۔ چنانچہ ایک جلسہ میں ایک مولانا اپنی تقریر احمدیت کے خلاف ختم کر چکے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا ہم احمدیوں کے جلسہ میں شامل ہوں یا نہ ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا

"میں نے سب کچھ تفصیلاً بیان کر دیا ہے اب آپ سوچیں کہ جائیں یا نہ جائیں"

بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی تھا کہ باوجود ان کی مخالفانہ کوششوں کے ہماری یہ کانفرنس نہایت ہی کامیاب رہی۔ اور مقامی طور پر ایک لمبے عرصے کے التوائکے بعد غیر احمدیوں میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی ہے اور گزشتہ تاریخ پر نظر کرتے ہوئے ہم امید رکھتے ہیں کہ ان مخالفانہ کاوشوں کے نتیجہ میں سنجیدہ طبقہ احمدیت کا مطالعہ کرنے کے لئے متوجہ ہو جائے گا تا کہ حقیقت کا علم ہو جائے اور جب کوئی شخص سچے دل سے حق و صداقت کا مطالعہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اس کو سچائی کی طرف لے آتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے بہترین ثمرات ظاہر فرمائے اور سعید روحیں مسیح وقت کی آواز پر لبیک کہہ کے اسلام کی سربلندی اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت و محبت دنیا میں قائم کرنے کے لئے اپنے تن من دھن سے برسر عمل ہو جائیں۔ آمین

نماز باجماعت و درس

کانفرنس کے دوران میں نماز تہجد اور پنجگانہ نمازوں کا باجماعت التزام رہا اور خاص طور پر نماز فجر کے بعد قرآن مجید و احادیث کی روشنی میں درس بھی دیا جاتا رہا۔ درس کا یہ سلسلہ یکم نومبر بروز جمعہ شروع ہوا چنانچہ اتوار تک محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے سورہ کہف کی آیات کا درس دیا۔ بعدہٗ خاکسار محمد کریم الدین شاہد، محترم مولانا عبد الحق صاحب فاضل اور مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے باری باری روزانہ درس دیا۔ گویا تبلیغی اور تربیتی اعتبار سے یہ اجتماع نہایت ہی پُرلطف اور بابرکت رہا

تبادلۂ خیالات

کانفرنس کے دوران دن کے مختلف اوقات میں اور اسی طرح شام کے وقت بھی کئی احباب تبادلۂ خیالات کے لئے آتے رہے اور اچھا اثر لے کر جاتے رہے۔ کچھ لوگ تو حضرت صاحبزادہ صاحب سے مصروف گفتگو رہتے اور کچھ علمائے کرام سے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کے سینوں کو ہدایت قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ آمین

اودے پور کٹیا میں جلسہ

اودے پور کٹیا شاہجہانپور سے ۹ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ یہاں قریباً ۲۵ احمدیوں کے چار بڑے گھرانے ہیں جو زمینداری کرتے ہیں۔ یہاں کے احباب کی خواہش پر کانفرنس کے اختتام کے دوسرے دن مورخہ ۴ رنومبر ۱۹۶۸ء کو دوپہر ڈیڑھ بجے کے قریب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی معیت میں متعدد احباب و مستورات روانہ ہوئے۔ وہاں جانے کے لئے محترم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی نے ایک پوری بس کا انتظام کیا ہوا تھا۔ راستہ بھر اونچی آواز میں بھی صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھتے رہے اور یہ بڑا ہی روح پرور نظارہ تھا۔ یہ قافلہ اڑھائی بجے دن اس بستی میں پہنچا

یہاں پہنچتے ہی مستورات کا اجلاس زیر صدارت محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ منعقد ہوا۔ اس کی مفصل روئداد بھی لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور کی طرف سے مرتب کر کے شائع کروائی جائے گی

نماز مغرب و عشاء ادا کرنے کے بعد یہاں ٹھیک سات بجے ایک اجلاس محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب درویش نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے نظم پڑھی اس کے بعد تقاریر کا آغاز ہوا

اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولینا بشیر احمد صاحب فاضل نے سیرۃ النبی صلعم کے موضوع پر کی جس میں آنحضور کے چند اخلاق فاضلہ کا ذکر کیا۔ دوسری تقریر خاکسار محمد کریم الدین شاہد کی وفات مسیح کے موضوع پر تھی خاکسار نے متعدد قرآنی آیات سے وفات مسیح کا استدلال کر کے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کی تشریح بیان کی۔ اور غیر احمدیوں کے عقیدہ حیات مسیح کی تردید کی۔ تیسری تقریر محترم مولانا عبد الحق صاحب فضل کی اجرائے نبوت پر ہوئی۔ انہوں نے قرآن مجید کی آیات سے اس بات کو بالوضاحت بیان کیا کہ امت محمدیہ میں اتباع آنحضرت صلعم کے نتیجہ میں نبوت صدیقیت، شہیدیت اور صالحیت کے مراتب حاصل ہو سکتے ہیں

چوتھے نمبر پر پھر مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے ہندو دھرم کے مطابق کلجگ اور اس کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ زمانہ کے اوتار حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صداقت کو پیش کیا۔ بعدہٗ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل نے صداقت احمدیت پر تقریر کرتے ہوئے خصوصاً نشان کسوف و خسوف کو پیش کیا۔ کہ ماہ رمضان ۱۸۹۴ء میں یہ نشان پورا ہو چکا ہے مسیح موعود کا وقت آیا اور گزر رہا ہے۔ صدی بھی اب ختم ہونے والی ہے اور آنے والا سوائے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے اور کوئی نہیں۔ آخر میں مولانا موصوف نے احمدیوں کی تبلیغی مساعی کا ذکر کر کے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

آخر میں محترم قریشی محمد عقیل صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہجہانپور نے حاضرین جلسہ سے اپیل کی کہ جب انہوں نے خدا کے مامور کا پیغام سن لیا ہے تو انہیں اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے خود رہنمائی حاصل کرنے کے لئے دعا کرنی چاہیئے ورنہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

قریباً سوا نو بجے رات کو یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔ چونکہ سڑک تک دو تین میل کا راستہ اچھا نہ تھا اس لئے کھانے سے فراغت کے بعد تمام احباب اور مستورات چاندنی رات میں پیدل چل پڑے پھر سڑک سے بس میں سوار ہو کر قریباً ساڑھے بارہ بجے رات شاہجہانپور واپس پہنچے

گمکش آشرم

دوسرے دن یعنی ۷ رنومبر کی صبح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے شاہجہانپور کے مشہور گمکش آشرم کو دیکھا جہاں وسیع ایریا میں ہندو سبھا کی طرف سے ڈگری کالج ہوسٹل پریس مندر وغیرہ بنوائے گئے ہیں۔ اور وہیں پر سادھوؤں کے قیام کے لئے کمرے بھی بنے ہوئے ہیں۔ جہاں سینکڑوں ہندو احباب مستفید ہوتے ہیں

لودھی پور میں جلسہ

مورخہ ۷ رنومبر کی شام شاہجہانپور کے ایک محلہ لودھی پور میں ایک جلسہ زیر صدارت محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل منعقد ہوا۔ مکرم مولانا عبد الحق صاحب فضل نے تلاوت کلام پاک کی اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے نظم پڑھی۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے عام مسلمانوں سے اس بات کی اپیل کی کہ وہ قریب آ کر جماعت احمدیہ کا مطالعہ کریں۔ ورنہ دور رہنے سے نہ تو غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں اور نہ ہی حقیقت منکشف ہو سکتی ہے۔ جس طرح لوگ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق غلط افواہیں پھیلایا کرتے تھے اسی طرح جماعت احمدیہ کے خلاف بھی کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو خود تحقیق کرنا چاہیئے حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اتباع اور پیروی کرنے والے ہیں۔

اس اجلاس کی سب سے پہلی تقریر خاکسار محمد کریم الدین شاہد نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر کی جس میں آنحضرت

صلعم کے مقام فنا فی اللہ، مقام شفاعت، مقام خاتم النبیین اور قوت قدسیہ کو تفصیلاً قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں بیان کیا گیا۔

دوسری تقریر موعود اقوام عالم کے عنوان پر محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے کی۔ فاضل مقرر نے مختلف مذاہب میں آخری زمانہ سے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر وضاحت سے کیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کو پیش کر کے آپ کی صداقت کے دلائل دیئے۔

اس تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے ایک نظم پڑھی اور اسی طرح ایک چھوٹے بچے عزیز انیس الدین نے بھی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

تیسری تقریر مکرم قریشی محمد عقیل صاحب نے کی جس میں انہوں نے موجودہ زمانہ کے بگاڑ کے متعلق آنحضرت صلعم کی پیشگوئیاں بیان کر کے بتلایا کہ آنحضرت صلعم نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے مسیح و مہدی کے آنے کی خبر دی ہے۔ جس کے ذریعہ حفاظت اسلام کا کام ہوگا۔ چنانچہ وہ مسیح موعود اور مہدی معہود آچکا ہے۔ اور اس کے ذریعہ اسلام کی سربلندی کا کام سرانجام پا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے احمدیت کی ترقی اور عیسائیت کے انحطاط سے متعلق غیروں کے حوالے پڑھ کر سنائے۔

اس جلسہ کی چوتھی اور آخری تقریر محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل کی ہوئی مولانا موصوف نے سنت قدیمہ کا ذکر کیا کہ ہر مامور من اللہ کی مخالفت ہوتی رہی ہے۔ اس لئے ہمیں خود تحقیق کرنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ شبہ اور دھوکے میں رہ جائیں۔ فاضل مقرر نے بعدہ احمدیت پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور عوام سے اپیل کی کہ وہ مامور وقت کی آواز کو سنجیدگی سے سنیں اور غور کریں اب تو ہجری صدی بھی ختم ہونے والی ہے اور سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ سے ہم رہنمائی چاہیں۔ خدا تعالےٰ خود ہماری ہدایت کے سامان کرے گا۔

اس تقریر کے بعد جملہ احباب کا شکریہ ادا کر کے دعا کی گئی اور رات کے ½9 بجے یہ اجلاس بخیر و خوبی ختم ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

محترم صاحبزادہ صاحب ان جلسوں کے بعد ۸ نومبر جمعہ کی صبح ہوڑہ میل سے کانپور اور لکھنؤ کیلئے روانہ ہو گئے۔ واپسی پر براستہ دہلی ۱۳ کو بخیر و عافیت قادیان تشریف لائے

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کی ان مساعی کو قبول اور کامیاب فرمائے۔ اور اللہ تعالےٰ کی حقیقی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی عزت اور عظمت دنیا میں قائم ہو جائے۔ آمین۔ ثم آمین +

دعوئے نبوت حضرت مسیح موعود کے متعلق

عدالت میں جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین کے حلفیہ بیانات

مولوی صاحب کا عذرِ باطل اور جواب الجواب سے فرار

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم میں مقدمہ مولوی کرم دین آف بھیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف اس بناء پر دائر کیا گیا تھا کہ حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب مذکور کے متعلق کذاب وغیرہ الفاظ، جو مبنی بر حقیقت تھے، استعمال کئے تھے۔ وہاں سے یہ مقدمہ گورداسپور میں منتقل ہوا۔ لالہ آتما رام مجسٹریٹ درجہ اول نے اس کا فیصلہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو حضرت اقدس کے خلاف سنایا۔ اپیل پر حضرت اقدس بری قرار دیئے گئے اور کرم دین کے الفاظ کذاب و لئیم قائم رکھے گئے۔ اور لکھا گیا کہ وہ اپنے بداعمال کے باعث ان سے بھی زیادہ کا مستحق ہے

اس مقدمہ میں حضرت اقدسؑ کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بطور وکیل کے پیش ہوتے رہے۔ اور بطور گواہ ان کے بیانات حلفیہ بھی ہوئے جن میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مدعیٔ نبوت ہیں۔ اس مسل کی مصدقہ نقل جماعت کے پاس موجود ہے۔ اور وہ اس بارہ میں قطعی فیصلہ کن ہے۔ اس میں سے کسی قدر بیانات درج ذیل ہیں :-

۱- حضرت اقدسؑ نے تحریری طور پر اپنے عقائد عدالت میں پیش فرمائے تھے۔ ان پر خواجہ صاحب کے دستخط موجود ہیں ان میں سے نمبر ۸-۹-۱۰- اور ۱۴ حسب ذیل ہیں۔

نمبر ۸ "میں مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود اور امام زمان اور مجدد وقت اور ظلّی طور پر رسول اور نبی ہوں"

نمبر ۹ "مسیح موعود اس امت کے تمام گزشتہ اولیاء سے افضل ہے"

نمبر ۱۰ "مسیح موعود میں خدا نے تمام انبیاء کی صفات اور فضائل جمع کر دئے ہیں۔"

نمبر ۱۴ "امت محمدیہ کا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ شخص ہیں اور مسیح محمدی اسرائیلی مسیح سے افضل ہے"

مکرم محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے جناب مولوی محمد علی صاحب کو ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو بذریعہ رجسٹرڈ مکتوب لکھا تھا کہ وہ ان عقاید پر اپنے دستخط کر کے اخبار میں شائع فرما دیں مگر ان کو اس بات کی جرأت نہ ہوئی اور اس طرف سے فرار کی راہ اختیار کر لی۔ جو اس بات کا بدیہی ثبوت ہے کہ انہوں نے بعد میں حضرت اقدسؑ کے عقاید سے انحراف اختیار کر لیا ہے۔ کیا گروہ خوارج اب ان عقاید کا اعلان کرنے کے لئے تیار ہے! اگر تیار ہے تو اعلان کر کے اس بحث سے سبکدوش ہو اور اگر وہ ایسا اعلان کرنے کے لئے تیار نہیں تو حقیقت ظاہر ہے

مولوی محمد علی صاحب کی حلفیہ شہادت

مولوی محمد علی صاحب نے حضرت اقدس کی موجودگی میں عدالت میں یہ کہہ کر کہ میں مرزا صاحب ملزم کا مرید ہوں اور نیز وکیل، اپنے حلفیہ بیان میں استفسار پر فرمایا

"مکذّب مدعیٔ نبوت کذّاب ہوتا ہے مرزا صاحب ملزم مدعیٔ نبوت ہے اس کے مرید اس کو دعوئے میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں۔"

ایک دوسری پیشی پر انہوں نے امریکہ کا ایک اخبار "ٹروتھ سیکر" پیش کر کے اس کے ایک بیان سے حضرت اقدس کی پبلک زندگی و شہرت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا

"مرزا صاحب کا کیرکٹر پبلک کیرکٹر ہے۔ امریکہ کی اخبار ٹروتھ سیکر Truth Saker مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۴ء اور پھر ۹ اپریل ۱۹۰۴ء میں مرزا صاحب کے متعلق نوٹ لکھے ہوئے ہیں۔ مرزا صاحب نبی ہونے کا سینٹ یعنی ولی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ان کی جماعت کی تعداد دو لاکھ کے قریب ہے"

اس کے بعد حضرت اقدسؑ کی موجودگی میں ایک اور پیشی پر حلفیہ بیان دیتے ہوئے فرمایا:

"مرزا صاحب دعوئے نبوت کا اپنی تصنیفات میں کرتے ہیں یہ دعویٰ نبوت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا۔ ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کی رو سے کذاب ہے مسیلمہ مدعیٔ نبوت تھا میں اس کی نبوت سے منکر ہوں مسیلمہ مجھے کذاب کہہ سکتا ہے اگر موجود ہو"
(ورق مسل صہ ۳۴۲)

یہ بیان نہایت واضح ہے انہوں نے حضرت اقدسؑ کو مدعیٔ نبوت قرار دیا ہے۔ انہوں نے آپؑ کے مدعیٔ نبوت ہونے کی مثال کسی مجدد سے نہیں دی بلکہ آنحضرت صلعم کے مدعیٔ نبوت ہونے سے دی ہے۔ مولوی صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں۔ اگر مولوی صاحب کے نزدیک حضرت کا دعوےٰ صرف ولی ہونے کا تھا تو اپنے سابقہ اور اس بیان میں خود کہیں تو یہ کہتے کہ آپ کا دعوےٰ صرف ولی ہونے کا ہے اور نبوت کے دعوے کا نام تک نہ لیتے۔ مگر انہوں نے آپ کی طرف دعوئے نبوت ہی منسوب کیا ہے اور حضرت اقدسؑ نے بھی ان کے اس حلفیہ بیان کو رد نہیں فرمایا اور نہ ہی کرم دین نے یہ کہا کہ مرزا صاحب تو مدعیٔ نبوت نہیں۔ آپ کیوں ان کی طرف دعوئے نبوت منسوب کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت اقدسؑ اور موافق و مخالف وکلاء اور دشمن دعوئے نبوت کو تسلیم کرتے تھے کسی کو بھی اس سے انکار نہ تھا۔

مولوی محمد علی صاحب کا باطل عذر

مولوی صاحب نے "میرا بیان عدالت میں اور جماعت قادیان سے اپیل" کے نام سے یہ جواب اس کے متعلق دیا کہ

"اسی بیان کے آخر میں میرے یہ الفاظ موجود ہیں "مرزا صاحب نبی ہونے کا سینٹ یعنی ولی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں" (پیغام صلح ۳ جون ۱۹۴۲ء)

ملاحظہ فرمائیے مولوی صاحب کا کذب و اخفاء حق۔ غلط بیانی کی حد ہو گئی۔ یہ الفاظ مولوی صاحب کے ہرگز نہیں تھے۔ یہ الفاظ تو ٹروتھ سیکر کے تھے جو بطور اقتباس مولوی صاحب نے حضور کی شہرت و پبلک زندگی کے لئے پیش کئے تھے۔ پھر یہ ان کا اپنا بیان کیسے ہوا؟ اگر یہ مولوی صاحب کا بیان ہوتا تو وہ اس کے بعد یہ کیوں کہتے کہ "مرزا صاحب دعوئے نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں"۔ ان کو تو چاہیئے تھا کہ وہ یوں بیان دیتے کہ مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت کا ہرگز نہیں، بلکہ ان کا دعوےٰ صرف ولی ہونے کا ہے۔ مگر انہوں نے اس کے خلاف

حضرت اقدس کی طرف دعوئے نبوت علی الاعلان منسوب کیا ہے اور حضرت اقدس نے اسے سن کر رد نہیں فرمایا۔

علاوہ ازیں حضرت اقدس علیہ السلام کے عدالتی تحریری بیان میں اپنے دعوئے نبوت کا صاف ذکر موجود ہے جو آپ نے تحریراً پیش فرمایا کہ

"اصول اسلام کے مطابق اس معاملہ کا ایک اور بھی پہلو ہے اور وہ یہ کہ جو شخص کسی مدعی نبوت و رسالت کو جھوٹا سمجھتا ہے کذاب ہے۔ یہ بات شہادت استغاثہ میں تسلیم کی گئی ہے اب مستغیث نہایت اچھی طرح جانتا ہے کہ ملزم ۱ (یعنی حضرت مرزا صاحب) نے اس حیثیت یعنی نبوت و رسالت کا دعوے کیا ہے اور باوجود اس کے مستغیث نے اس کی تکذیب کی ہے پس مذہب اسلام کی اصطلاح کے رُو سے بھی مستغیث کذاب ہے"
(مسل مقدمہ صہ ۱۹۴)

اس عبارت سے حضرت اقدس کا دعوئے نبوت عیاں ہے۔

مولوی کرم دین صاحب کی شہادت

مولوی کرم دین کے بیان کے بعد جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب نے اس پر جرح کر کے اس سے کہلوایا کہ

"میرے خیال میں مرزا صاحب صاحب رسالت ہونے کا دعوے کرتے ہیں میں اس رسالت کا قائل نہیں ہوں"
(ورق ۶۳)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی شہادت

مولوی صاحب نے بیان بطور گواہ یہ دیا کہ

"مرزا صاحب ملزم کا دعوئے نبوت میرے نزدیک صحیح نہیں"

نیز انہوں نے خواجہ صاحب اور مولوی صاحب کی جرح کے جواب میں باقرار صالح کہا کہ

"چونکہ مرزا صاحب نے اپنے خیالات مذہبی پیرایہ میں بیان کئے ہیں ان میں ایک دعوئے نبوت بھی ہے اور ہمارے پیغمبر صاحب کی حدیثوں سے ثابت ہے کہ ان کے بعد نبوت کا دعوے کرنے والے دجال ہوں گے۔ اس لئے اگر وہ اس دعوئے نبوت پر اس وقت قائم ہیں تو وہی حدیث کا حکم ان پر صادق آئے گا۔"

مولوی صاحب کے بیان الدعاء نبوت کو عدالت میں غلط ثابت کرنے کے لئے خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی محمد علی صاحب وکلاء نے کئی کتابیں پیش کر کے یہ ثابت کر دکھایا کہ صرف تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہے اور غیر تشریعی نبوت جاری ہے۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے جرح کے جواب میں لکھوا دیا

"قرآن شریف میں خاتم النبیین والی آیت کے سوائے اس مضمون کی اور کوئی آیت مجھے یاد نہیں۔ خاتم النبیین کے لفظی معنی ہیں نبیوں کی مُہر یعنی خاتمہ ہیں۔ خاتمہ اس لئے مراد ہے کہ مُہر اخیر پر لگتی ہے۔ اگر شروع میں مُہر لگائی جاوے تو اس کا رواج دیکھا جائے گا۔ جب مُہر لگائی گئی ہو جاتی۔ مولوی نذیر احمد صاحب صہ ۶۷۵ دکھایا گیا۔ سطر عربی ۹ و ۱۰ پر جو آیت ہے اس کے دو جملے ہیں۔ پہلے میں انکار کیا گیا ہے کہ محمدؐ صاحب کسی مرد کے باپ نہیں ....
...... بعض نبی نئی شریعت لے کر آئے ہیں اور بعض پہلی شریعت کے تابع آتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا دعوے غلط ساہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اس نے یہ دعوے کیا ہے کہ میں شریعت لے کر آیا ہوں جو شخص خدا کی طرف سے صرف منذر ہونے کا بطریق علماء کے دعوے کرے وہ نبی و رسول نہیں ہے۔ جو شخص الہام پا کر منذر ہونے کا دعوے کرے اور نبوت کی لوازمات اپنے ساتھ بتلائے تو وہ نبی ہونے کا مدعی ہے ع
من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم
اس شعر میں نئی شریعت والا رسول ہونے سے انکار کیا ہے اور ملہم منذر ہونے کا دعوے کیا ہے پیغمبر صاحب کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔
(تحذیر الناس کا صہ ۲ دکھایا گیا) اس کی سطر ۷ پر لکھا ہے کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی میں کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس کتاب کا مصنف محمد قاسم نانوتوی ہے وہ میرے استاذ الاستاذ ہیں، بشرطیکہ وہی ہوں (کتاب اقتراب الساعۃ کا صفحہ ۱۶۲ دکھایا گیا) اس کی سطر ۴ و ۵ میں لکھا ہے کہ حدیث لا وحی بعد موتی بے اصل ہے ہاں لا نبی بعدی آیا ہے۔ اس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لائے گا۔
(تکملہ مجمع البحار کا صفحہ ۸۵ دکھایا گیا۔) اس کی سطر ۲ پر حضرت عائشہ کا قول لکھا ہے کہ میرے بعد ایسا نبی نہ آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کرے یعنی یوں کہو کہ حضرت خاتم الانبیاء ہیں اور نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ قول حضرت عیسیٰؑ کے اترنے کی طرف اشارہ ہے اور یہ نہیں مخالف ہے حدیث لا نبی بعدی کے۔ کیونکہ اس میں ارادہ ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں آئے گا جو حضرت کی شریعت کو منسوخ کرے
کتاب قلمی ترجمہ فصوص الحکم کا ورق ۳۲ دکھایا گیا۔ اس کے صفحہ دوم سطر ۲ پر لکھا ہے کہ نبوت و رسالت دو قسم پر ہے ایک احکام شریعت سے تعلق رکھتی ہے جو امر و نہی خدا کی طرف سے مخلوق پر انبیاء کے ذریعہ آئے ہیں اور وہ ختم ہو چکی ہے۔ دوسری قسم خبر دینا ہے حقائق و اسرار غیب سے اور اظہار کرنا اسرار عالم ملکوت کا اور کھولنا اسرار ربوبیت کا۔ اور وہ منقطع نہیں ہے۔ اس کو انباء کہتے ہیں (مناظرہ امرتسر صہ ۲۳ سطر اول دکھائی گئی) یہ ایک وحی اس کے رو سے مانتا ہوں کہ اس امت میں اولیاء کو ظلی طور پر امور غیبی سے اطلاع دی جاتی ہے لیکن ان کا منکر کافر یا خارج از دین نہیں ہوتا۔ ظلی طور سے میری مراد گی بن غالب ہے۔
(حمائل صہ ۹۱۵ دکھایا گیا) اس کی سطر ۶ - اردو میں لکھا ہے کہ اپنی غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کیا کرتا مگر ہاں اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر مصلحتاً کوئی ظاہر کرنی چاہتا ہے تو وہ بھی اس احتیاط سے کہ ان کے آگے اور ان کے پیچھے فرشتوں کا پہرہ ان کے ساتھ رہتا ہے۔
کتاب فتوحات مکیہ صہ ۵۵ دکھایا گیا) اس کی سطر ۲ پر لکھا ہے کہ پیغمبر صاحب خاتم النبوت ہیں۔ کوئی نبوت نئی حکم والی ان کے بعد نہیں یعنی نئی شریعت والی۔"
(مسل صہ ۳۲۸ تا صہ ۳۴۰)

اس جرح سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اس وقت یقینی و قطعی طور پر حضرت اقدسؑ کو اسی طرح غیر تشریعی نبی مانتے تھے جس طرح ہم مانتے ہیں ورنہ مذکورہ کتب کو پیش کر کے جواب لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہ تھی، بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی ہاں میں ہاں ملا کر یہ کہنا چاہیئے تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد نہ تو کسی قسم کا نبی آسکتا ہے اور نہ ہی حضرت اقدسؑ کا دعوئے نبوت ہے اور نہ ہی کرم دین آپ کے انکار کی وجہ سے کذاب ہے

شیخ عزیز الدین صاحب قریشی دینا نگر کی گواہی

انہوں نے باوجود غیر احمدی ہونے کے یہ سچی گواہی دی اور بیان کیا کہ

"خطوط اور مضمون اخبار کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہے کہ کاتب ان کا (یعنی کرم دین) اپنی کوشش سے اپنے فرقہ کے مسلمانوں کو مرزا صاحب کے دعوئے نبوت اور ان کی جماعت کے اعتقاد سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ میرے نزدیک ایسے جھوٹے اور فریب دہی سے اس کو کذاب و لئیم کہہ دینا ٹھیک ہے"
(مسل صہ ۵۱۷)

یہ بیان بھی بتاتا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے دعوئے نبوت کیا تھا نہ کہ اس سے انکار

مولوی کرم دین صاحب کی طرف سے جوابی تحریری بیان

اس نے عدالت میں یہ بیان داخل کیا کہ

"ملزم نے بحث میں یہ بھی دکھایا ہے کہ وہ پیغمبر ہے" (مسل صہ ۲۴۳)

جج کا فیصلہ کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں

مجسٹریٹ درجہ اوّل نے اپنے فیصلہ میں لکھا

"ملزم ۱ ایک نئے فرقہ کا جس کا نام احمدی یا مرزائی کہتے ہیں بانی اور مذہبی پیشوا ہے اور اس کے بہت سے مرید ہیں۔ اس کا دعوے ہے کہ میں پیغمبر۔ مسیح موعود اور خداوند تعالےٰ سے مجھے مکالمہ حاصل ہے اور مجھے الہام یا وحی اس کی طرف سے اترتی ہے۔ اپنے اس دعوے کی تائید میں وہ وقتاً فوقتاً پیشگوئیاں کرتا رہتا ہے۔ (روئداد مطبوعہ صہ ۸۹)

یہ فیصلہ بھی بتاتا ہے کہ آپ کا دعوے رسالت و نبوت کا ہے

حضرت اقدس کے دعوئے نبوت پر غیر احمدیوں کا واویلا

غیر احمدیوں نے اس مقدمہ کے موقع پر یہ شور مچایا کہ

"اب دیکھیئے اس موقع پر دعوئے رسالت کا بلا کسی تیہ کے بالصراحت اعتراف کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اسی وجہ سے وہ نبی رسول ہے اپنے جھٹلانے والے کو کذّاب کہنے کا حق رکھتا ہے۔

(باقی صہ ۱۲ پر)

اداریہ .... بقیہ صفحہ ۲

کر لیتے ہیں۔ الغرض یہ سب محبت، اُلفت اور ضرورت کے انداز ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آخری سالوں میں قادیان کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک دفعہ ہندوستانی احباب جماعت کو اپنے پیغام میں بکثرت صدقہ دینے کا ارشاد فرمایا۔ ساتھ ہی فرمایا کہ ——— "صدقہ اس بات کی علامت ہے کہ تعلق باللہ سچا ہے۔" "صدقہ" کے اس پُرلطف معنے میں ایک بہت بڑی صداقت اور صدقہ کی عظمت اور حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس جامع تشریح سے ہر مومن کے ہاتھ میں ایک ایسا پیمانہ دے دیا گیا ہے جس سے وہ اپنے اس تعلق کو بخوبی ناپ سکتا ہے جو وہ اپنے خدا سے رکھتا ہے ———!! ہماری درخواست ہے کہ احباب اس بات پر غور کریں اور اس کے مقتضیات کو اچھی طرح سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر آپ کماحقہٗ غور کریں گے تو آپ کو نہ صرف یہ کہ حضور کی اس تشریح سے لطف آئے گا۔ بلکہ اس کے بعد اِنشاء اللہ العزیز آپ کا سینہ انفاق فی سبیل اللہ کے لئے زیادہ کُشادہ ہو جائے گا۔ جس کی ہر مومن کو بیحد ضرورت ہے ———!!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ صیام میں روزوں کے ساتھ ساتھ صدقہ و خیرات کے التزام کا ارشاد فرما کر اور پھر خود ہی اس میں نمایاں طریق پر عمل کر کے بتا دیا کہ خدا کے ساتھ بندے کے رُوحانی تعلق کو ظاہری شکل دینے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ انسان رضاءِ الٰہی کے حصول کے لئے اپنے دِل میں مال و دَولت کی کچھ بھی قیمت نہ سمجھے بلکہ اس کو رضاءِ الٰہی کے حصول کا محض ایک ذریعہ خیال کرے۔ اگر سوچا جائے تو اس مقام سے دنیادار و دیندار کی راہیں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔ دُنیادار مال اور دولت کو اپنی زندگی کا منتہائے مقصود بناتا ہے مگر دیندار خدا کی رضاء اور اس کی خوشنودی کے حصول کو مقصدِ زندگی جانتا ہے۔ جو ہر قسم کی مالی اور جانی قُربانیاں دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کی دولت بھی انہی ذرائع میں سے محض ایک ذریعہ ہے۔

بہرحال خدا کا ہزار ہزار شکر اور احسان ہے کہ ہماری زندگی میں پھر رمضان کا مبارک مہینہ لایا۔ اور ایک ایسا موقعہ میسّر آیا کہ ہمّت کر کے کسی قدر اپنی کمزوریوں، کوتاہیوں اور خامیوں کو دُور کر سکیں۔ اس موقعہ پر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ارشاد ملحوظِ خاطر رکھنا بھی بے حد مفید ہے۔ کہ ہر رمضان میں کم سے کم ایک کمزوری کو دُور کرنے کا عزم کیا جائے۔ اس طرح زندگی بھر بہت سی کمزوریوں کے دُور کرنے کا عمدہ موقعہ مِل سکتا ہے۔

الغرض رمضان کا مبارک مہینہ جو ہمہ قسم کی برکتوں کو ساتھ لایا ہم نے چاہا کہ اس کے آغاز میں بطور یاد دہانی چند باتوں کی طرف اِشارہ کر دیں۔ خدا کرے کہ یہ ایام ہم سب کے لئے زیادہ سے زیادہ برکات حاصل کر لینے کا باعث ہوں۔ اور ہمارا پیارا آسمانی خدا ہم سب پر راضی ہو جائے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ٭

اخبارِ احمدیہ

نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی اور مقابلوں میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی بچیوں کو اپنے دستِ مبارک سے انعامات دئے۔ (مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں)

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور ادائیگی زکوٰۃ

صاحبِ نصاب احباب جلد توجّہ فرمائیں

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ جلد شروع ہونے والا ہے۔ جس میں نوافل اور دعاؤں کے ذریعہ سے ہم اپنی سال بھر کی کوتاہیوں اور خامیوں کا ازالہ کر سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ان مقدس ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا صدقہ خیرات فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ کا ہاتھ تیز ہَوا کی طرح چلتا تھا۔

پس احبابِ جماعت کو بھی اپنے پیارے آقا اور متاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چاہیئے کہ وہ اس مبارک اور بابرکت مہینہ میں جہاں اپنے لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف توجہ کریں وہاں صاحب نصاب احباب ابھی سے اپنی زکوٰۃ کا حساب کر کے واجب الادا زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں۔

دوست یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے بُنیادی پانچ ارکان میں سے ایک رُکن ہے۔ اور کوئی دُوسرا چندہ اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

"اگر تم روپیہ کماتے ہو اور کچھ روپیہ اپنی عارضی ضروریات کے لئے جمع کر لیتے ہو جس پر ایک سال گذر جاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ دُنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا محض دنیا کی خاطر کماتا ہے خدا تعالےٰ کی رضاء حاصل کرنے کا شوق اس کے دِل میں نہیں۔ اگر واقعہ میں اس کے دِل میں خدا تعالےٰ کا قُرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اگر دُنیا کو وہ دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالےٰ کا حق ادا کرتا اور پُوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کا تابع نہیں۔"

جملہ سیکرٹریانِ مال کو چاہیئے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب کو اس فریضہ کی طرف توجہ دلائیں تاکہ زکوٰۃ کی مد میں زیادہ سے زیادہ وصولی ممکن ہو سکے۔ اگر ہمارے احباب اور ہماری بہنیں پورے طور پر جائزہ لیں تو بفضلہٖ تعالےٰ اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے زکوٰۃ کی تمام رقوم مرکز میں بھجوائی جانی ضروری ہیں۔ اور ایسی رقوم کو اپنے طور پر تقسیم کرنا شرعاً منع ہے۔

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب صرف ڈیڑھ ماہ کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے زمانہ مبارک سے یہ چندہ بھی چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا ۱/۱۰ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصہ مقرر ہے۔ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہونا ضروری ہے تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

لہٰذا جن احباب اور جماعتوں نے تا حال اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی نہ کی ہو اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس طرف جلد توجہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

اللہ تعالےٰ جملہ احبابِ جماعت کو اس کی توفیق دے۔ اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ اور سب کا حافظ و ناصر ہو آمین ٭

ناظر بیت المال قادیان

وقفِ جدید کے نظام میں بالغوں اور اطفال کا حصہ

سیکرٹری صاحبان وقفِ جدید کا اہم فرض

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید کا نظام اب ہماری جماعتی رُوح کا حصہ بن چکا ہے۔ اِس لئے ضروری ہے کہ ہر جماعت اور بڑی بڑی جماعتوں کے ہر حلقہ میں سیکرٹری صاحب وقفِ جدید کے پاس بالغوں اور اطفال کی علیحدہ علیحدہ مکمل فہرست ہو جس میں ان کی عمر اور پیشہ وغیرہ ... کوائف درج ہوں۔ بظاہر یہ بات حقیر نظر آتی ہے لیکن درحقیقت جماعتی تنظیم کے لئے ان کوائف کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اِس کے علاوہ تربیتی رنگ میں کُل جماعت کے دوستوں کو علم حاصل ہو سکے گا کہ کون کونسے دوست اور کون کونسے بچے مسجد کے اجتماعات میں باقاعدہ شریک ہوتے ہیں۔ اور وہ کس رنگ میں دین کی خدمت کا فریضہ بجالا رہے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عمر کا کوئی حصہ بھی خدمتِ دین سے خالی نہ ہو۔ اور مالی لحاظ سے اگر ایک غریب بچہ یا ایک نادار شخص ۸ آنے ماہوار کی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ دوسروں کے ساتھ مل کر اس خدمت میں شریک ہو سکتا ہے۔ پھر یہ احساس کہ وہ خدمتِ دین کی کوشش میں شریک ہے۔ دِل کو کس قدر تقویت دینے والا ہوگا۔ یہ یاد رکھئے کہ صرف اللہ کے ذکر سے ہی دِلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

برائے

قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۱۹۶۸ء

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے جن احباب کے نام قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ دسمبر ۱۹۶۸ء کی فہرست میں شامل کئے گئے ہیں اُن کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن جن دوستوں کو پاسپورٹ مل جائیں وہ پاسپورٹ ملتے ہی قادیان میں نظارت اُمور عامہ کو ارسال کر دیں۔ اور پاسپورٹ سائز کے تین عدد فوٹو بھی پاسپورٹ کے ساتھ ہی بذریعہ رجسٹری ارسال کریں۔

اس کے علاوہ فی پاسپورٹ پچیس ۲۵ روپے بطور فیس محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ارسال کریں جس کے ساتھ یہ وضاحت ہو کہ یہ رقم نظارت اُمور عامہ کی امانت "پ" میں جمع کی جائے۔ یا لکھا جائے کہ یہ رقم پاسپورٹ کے لئے ہے۔

جملہ عہدیداران جماعت و مبلغینِ کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو تمام دوستوں تک بار بار پہنچا کر ممنون فرمادیں۔

ناظر اُمورِ عامہ قادیان

عدالت میں مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبائعین کے حلفیہ بیانات بقیہ صفحہ ۱

اور ایسا ہی اس کے مخلص حواری اور وکیل مولوی محمد علی صاحب ایم اے پلیڈر نے اپنی شہادت میں یوں لکھا ہے "مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہیں اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔" پھر آگے چل کر گواہ مذکور اپنے بیان میں یوں لکھا ہے "مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں۔" اب یہ بات نہایت وضاحت سے ثابت ہوگئی کہ مرزا صاحب قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہے اب اگر مرزا جی یا اُن کے مرید جو ہمیشہ ایسا کہا کرتے ہیں کہ جب اُن کو کہا جائے کہ مرزا رسالت و نبوت کا مدعی ہے تو وہ صاف کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں اور مرزا جی کا یہ مصرعہ پیش کر دیا کرتے ہیں ـــــ من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب ـــــ لیکن اب اس مقدمہ میں یہ بات صاف ظاہر ہوگئی کہ مرزا رسالت نبوت کا کھلے طور سے مدعی ہے جیسا کہ فہرست عقائد تحریری بحث مولوی محمد علی کی شہادت سے ثابت ہوگیا۔" (رسالہ مرزا قادیانی کا مقدمہ صفحہ ۲۱-۲۰)

علاوہ ازیں فریق لاہور کے اراکین کے کثیر حوالہ جات موجود ہیں جن میں انہوں نے اس وقت حضرت اقدس علیہ السلام کے متعلق یہ اعلان کیا کہ آپ اس زمانہ کے مقدس نبی ہیں لیکن بعد میں دلوں میں نفاق کے جڑ پکڑ جانے پر انہوں نے آپ کی نبوت کا انکار کر دیا اور یوں اپنی تبدیلی عقیدہ کا اعلان فرما کر بتا دیا کہ درحقیقت ان کو جماعت احمدیہ سے حقیقی لگاؤ نہیں۔ ملاحظہ ہو "تبدیلیٔ عقیدہ مولوی محمد علی صاحب" مصنفہ مولینا المحترم محمد اسماعیل صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان۔

اب کوئی ہمیں بتائے کہ کیا ناجی گروہ خوارج لاہور نے اپنا سابقہ موقف ہی قائم رکھا ہے یا اس سے ہٹ کر اپنی عمارت کی بنیاد کذب پر رکھ لی ہے۔ کیا کوئی ان کے گروہ کا نمائندہ ان باتوں کا جواب دینے کی طاقت رکھتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے بیانات کے متعلق

وقفِ جدید کا چندہ اور سالِ رواں

وعدہ جات کی بجائے وصُولی پر زور دیا جائے۔!!

اب جبکہ سالِ رواں کے ختم ہونے میں صرف ۱½ مہینہ باقی ہے بعض جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات کی فہرستیں آرہی ہیں۔ ایسی جماعتوں کے عہدیدار اور دیگر احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وعدہ جات کی فہرستیں مرتب کرتے وقت یہ بھی خیال رکھیں کہ جو احباب وعدے کر رہے ہیں کیا وہ ادائیگی بھی کرتے ہیں یا نہیں؟ ضرورت ہے کہ اب جبکہ سال ختم ہو رہا ہے وعدہ جات جو احباب کی طرف سے اب کئے جا رہے ہیں آئندہ سال کے لئے بطور بنیاد کے شمار کئے جاویں گے۔ مگر ضروری ہے کہ احباب کے ذہن نشین کرایا جاوے کہ اصل چیز وعدہ نہیں بلکہ ادائیگی ہے۔ اور ضروری امر یہ ہے کہ مالی سال کے اختتام سے پہلے پہلے وہ اپنا وعدہ بہرحال پورا کریں۔

یاد رہے کہ وقفِ جدید ایک مستقل تحریک ہے۔ اور اس میں شامل ہونا ہر بچے اور ہر بالغ کے لئے ضروری اور موجبِ ثواب ہے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (ایڈیٹر)